دیوانِ تنہا

یعنی غزلیاتِ اردو

جناب منشی سیّدِ کفایت علی صاحب

پدرِ بزرگوار حضرت

سیّد احمد حسن

فرقانی

فہرست ضمیمہ

ولادت میرٹھ ۱۸۱۲ء

وفات میرٹھ ۱۸۶۹ء

Ref. تذکرہ معاصر ... ۱۰۶

فہرست

صفحہ	ردیف	نمبر شمار	مصرعۂ اول	تعداد ابیات	کیفیت
۲۳	ل	۲۷	ہی طلوع نیر حسن جوانی آجکل	۱۲	
۲۳	״	۲۸	ہی بتون سے التجاے سنگساری آجکل	۱۱	
״	״	۲۹	دلمین کیا اُس ستم ایجاد نے ٹھانی شب وصل	۱۳	
۲۴	م	۳۰	بوسۂ لب سے مر گیا ہمدم	۴۸	
۲۷	״	۳۱	گالیان دین تہ دی دعا ہمدم	۱۳	
״	״	۳۲	لا دوا درد دل ہوا ہمدم	۲۰	بے نقط
۲۸	ن	۳۳	محو حسن روے زیبا مین ہی ہون	۷	
۲۹	״	۳۴	ہمین گوارا نہین تمکو ناگوار نہین	۱۳	
״	״	۳۵	کب وہ الطاف و کرم کرتے ہین	۲۱	
۳۰	״	۳۶	داغ گل زیب بدن کرتے ہین	۸	
۳۱	״	۳۷	مطبوع تھا لیلےٰ کو نیاز دل مجنون	۹	
״	״	۳۸	تری زلف دوتا ہے اور مین ہون	۱۱	
۳۲	و	۳۹	کہو پروانۂ آتش زمان کو	۹	
۳۳	״	۴۰	کیونکر آئے وہ مسیحا مرے گھر راتونکو	۱۰	
״	״	۴۱	تنگ ہی دشت جنون دیکھ کے عریان ہمکو	۸	
״	״	۴۲	دیکھتے ہین جو ترے رخسار کو	۹	
۳۴		۴۳	چڑھے ہین بل پہ سیہ کار دیکھئے کیا ہو	[illegible]	مخمس
۳۶	ہ	۴۴	کبتک دکھائیگا مجھے تیغ جفا کے ہاتھ	۱۲	
״	ی	۴۵	باغ مین ہی صفت بوے صبا ہوتی ہی	۱۸	
۳۷	״	۴۶	سر سے پانون کو روان زلف دوتا ہوتی ہی	۲۲	
۳۸	״	۴۷	رخنۂ در سے قرین وہ شوخ پرفن چاہیے	۲۸	
۴۰	״	۴۸	اے بت خدا کا خوف کر اس قتل عام سے	۲۱	
۴۱	״	۴۹	اُسکی باتین ہین نئی۔ وضع جو ہی تازی ہے	۷	
״	״	۵۰	اُٹھو خدا کے واسطے گوشے نقاب کے	۱۱	
۴۲	״	۵۱	یاد اُس بت کی مجکو ہر دم ہے	۱۶	
۴۳	״	۵۲	تفتیش حال بلبل نالان ضرور ہے	۲۱	
۴۴	״	۵۳	نہ دن ہمارے دل داغ دار کے بدلے	۲۱	
۴۵	״	۵۴	روبرو کب ترے دلبر ٹھہرے	۲۶	

کل ۷۶ غزل ۱۲۳۵ اشعار

غم نہین اپنے دم نکلنے کا — خوف ہے اُنکے جی دہلنے کا

شغل ہے گر ترے بہلنے کا — غم نہین مجھکو جی نکلنے کا

جوشِ وحشت مین دیکھنا ناصح — دل سنبھالا نہین سنبھلنے کا

لاکھ نیرنگیان دکھائے فلک — رنگ اپنا نہین بدلنے کا

حالِ سوزِ جگر بیان کیا ہو — ڈر ہے مجھکو زبان پھسلنے کا

واے رہی ماندگی کہ غیرون کو — حکم ہے ساتھ ساتھ چلنے کا

دونو مانوس ہین یہ آپس مین — دل سے پیکان نہین نکلنے کا

جسکو بالِ ملک سمجھتے ہین — ہے وہ پنکھا تمہارے جھلنے کا

تم سے سیکھا طریق آہو نے — کودنے پھاندنے اُچھلنے کا

گذرا ماہِ صیام عید ہوئی
دور آیا شراب ڈھلنے کا
کوے جانان ہے مقتل عشاق
خوب موقع ہے یان مچلنے کا
دیکھکر مجھکو در پہ کہتے ہین
کب ارادہ ہے یان سے ٹلنے کا

کنج خلوت ہے یار ہے تنہا
ہے یہی وقت عطر ملنے کا

ہمارا سوزِ جگر کس طرح عیان ہوتا
بلند آتشِ پنہان کا کب دھوان ہوتا

خلافِ طبع تمہارے نہ مہربان ہوتا
بسانِ غیر اگر مین مزاج دان ہوتا

خدنگِ نازِ ستمگر جو میہمان ہوتا
ہر ایک عضوِ بدن اپنا میزبان ہوتا

گذر جو اپنا سوے بزم دلستان ہوتا
زبان یار و عدو پہ کہان کہان ہوتا

نقاب سے رخِ تابان اگر عیان ہوتا
تو ماہ پردۂ شب رنگ مین عیان ہوتا

بہار مین جو خیالِ غمِ خزان ہوتا
تو شاخ گل پہ نہ بلبل کا آشیان ہوتا

نقابِ چہرۂ گلنار کا گمان ہوتا
چمن مین آتشِ گل پر اگر دھوان ہوتا

سخن دہان و کمر کے جو درمیان ہوتا
معما ہوتا کوئی کوئی چیستان ہوتا

وہ بادہ کش ہون کہ صاف ابر کا گمان ہوتا
شراب خانہ کے شیشے مین گر دھوان ہوتا

دکھاتا نوح کا طوفان پسرِ کنعان کو
یہ طفل اشک غضب تھا اگر جوان ہوتا

صدائے نالہ ہے یہان نالۂ جرس ہمدم
ہمارا قافلۂ عمر ہی روان ہوتا

نہ پھرتا چون شترِ بے مہار صحرا مین
جو قیس ناقۂ لیلےٰ کا ساربان ہوتا

کبھی تو ہوتا مین بیخود نگاہ ساقی مین
کبھی تو چشم خماری کا امتحان ہوتا

قدم زمین پہ وہ خورشید و نہین رکھتا
وگرنہ حشر بپا زیر آسمان ہوتا

دکھا نہ دیتے جو تم اپنے دست رنگین کو
تو میری آنکھون سے دریاے خون روان ہوتا

شتاب روان عدم کتنا جلد چلتے ہین
زمین پہ نقش قدم کا نہین نشان ہوتا

وہ مست ہون کہ نکلتا جو میکدہ سے کہین
تو ابر تر کا مرے سر پہ سائبان ہوتا

جو آتا بالین پہ میرے وہ عیسیٰ دوران
تو ساتھ اپنے جنازہ کے اک جہان ہوتا

نہ پونہچا تا قدم نازنین ہمارا ہاتھ
وگرنہ دیکھتے کیسا وہ سر گران ہوتا

مین وہ غمین ہون کہ ہنسنے کے بدلے روتا ہین
مرا گذر جو سوے دشت زعفران ہوتا

نہ تڑپے کیون دل صد پارہ صورت سیماب
کوئی حسین مری نظرون سے جو نہان ہوتا

جواب نامہ نہ لاتا جو نامہ بر میرا
تو مین بسان قلم سر کے بل روان ہوتا

سواد خط مجھے حاصل ہو وصف خط سواب
دہن کی فکر جو کرتا تو نکتہ دان ہوتا

وہ پانؤن رکھتا اگر وقت ذبح سینہ پر
فداے ساق ستمگر یہ نیمجان ہوتا

بہشت و حور کو بھولے سے بھی نکرتا یاد
جو کوے یار مین زاہد ترا مکان ہوتا

یہ بات کیا ہی یہ بیوجہ خامشی کیسی
تو کچھ تو کہتا مری جان اگر دہان ہوتا

ہر ایک عازم ملک عدم ہوا تنہا
روانہ کاش بہم سب یہ کاروان ہوتا

سر سے خیال زلف چلیپا کدھر گیا
وہ ولولہ وہ جوش وہ سودا کدھر گیا

کعبہ کی راہ چھوڑ کے بیڑا کدھر گیا
نیت کہان کی باندھی تھی تنہا کدھر گیا

مطرب کہان ہی بزم مین شیشا کدھر گیا
ساقی وہ دور ساغر صہبا کدھر گیا

آئی دراے ناقۂ لیلےٰ سے یہ صدا
صحرا سے قیس بادیہ پیما کدھر گیا

کہتے ہین تیرا قامت پر نور دیکھ کر
طوبےٰ تو ہے یہ سایۂ طوبےٰ کدھر گیا

اسکو بھی کیا تمہاری کمر کی تلاش ہے
مدت سے کچھ خبر نہین عنقا کدھر گیا

کیا گل نے کہدیا اسے خاموش کیون ہوئی
شور نواے بلبل شیدا کدھر گیا

نیرنگیون سے فصل خزان کی خبر نہین
کہتا ہے باغبان گل رعنا کدھر گیا

لوح مزار اہل فنا پر ہے یہ لکھا
نام و نشان جہان سے تمہارا کدھر گیا

آہو سے اندنون مجھے وحشت ہو کسلیے
دل سے خیالِ نرگسِ شہلا کدھر گیا

دنرات سامنا ہو نحوست کا اندنون
بختِ سعید کا مرے تارا کدھر گیا

ہر طفل شوخ اشک یہ کہتا ہے باربار
آئے تو سامنے مرے دریا کدھر گیا

تم بے نیاز ہو نہین حاجت تمھین مگر
فکرِ مرادِ اہلِ تمنا کدھر گیا

آنکھون مین دم ہے منتظرِ دیدِ واپسین
لاؤ اُسے وہ رشکِ مسیحا کدھر گیا

یان تنگ ہوا ہون زار کہ سب اپنے مہربان
مجھسے ہی پوچھتے ہین کہ تنہا کدھر گیا

لگتے ہی سر مین توڑ کے دل تا جگر گیا
تیرِ نگاہِ یار عجب کام کر گیا

بولا وہ تن سے سر مرا جسدم اُتر گیا
اچھا ہوا یہ خوب ہوا دردِ سر گیا

یہ کہتے کہتے قیس جگر تفتہ مر گیا
دستِ جنون سے ناقۂ لیلےٰ کدھر گیا

مدت ہوئی کہ تاب و توان کوچ کر گئے
باقی ہے دم وہ شام گیا یا سحر گیا

اللہ رے انتظارِ قدومِ بتِ شریر
آنکھین سفید ہوگئین نورِ نظر گیا

دن رات تمکو نرگسِ شہلا کی یاد ہے
شیب و شباب رٹتے ہی رٹتے کدھر گیا

مرقد مین ہے جواب یہ اہلِ سوال کا
کوئے صنم سے نعش کو یان کون دھر گیا

دولت شبِ وصال کی سب خاک ہوگئی
وقتِ سحر جو پاس سے وہ سیمبر گیا

قربان ایسی مرگ پہ کیجے حیات کو
نعشِ شہیدِ ناز پہ وہ نوحہ گر گیا

کمظرف وقت بادۂ غفلت تھا محتسب
جامِ شراب پیتے ہی حد سے گذر گیا

سنکر شکایتِ شبِ ہجران وہ ماہرو
صد شکر لیکے ساتھ مجھے اپنے گھر گیا

کہتا تھا کوئی لعل عقیقِ یمن کوئی
دامن تلک جو آنکھ سے لختِ جگر گیا

پوچھو نہ ماجرا مری چشمِ پرآب کا
نظرون سے اُسکی نوح کا طوفان اُتر گیا

کچھ دل مین آگیا تو گیا مین بھی اُسکے ساتھ
جب خطِ شوق لیکے مرا نامہ بر گیا

تا صبح دوستو مجھے جلنا محال ہے
گھر مین عدو کے شام وہ رشک قمر گیا

مایوس دید چشم تمنا ہو اندنون
آہ سحر سے نالۂ شب بے اثر گیا

عشق میان مین دولت ایمان نہ کھو دلا
باز آ خدا کے واسطے گو مال و زر گیا

شاہ و گدا کی قبر سے آتی ہے یہ صدا
ملبوس فقر و خلعت شاہی کدھر گیا

جاتا تو ہون مین کوچۂ سفاک مین مگر
کہتا ہون ہر قدم پہ کہ بس ابکی مر گیا

تا سینہ شوق ناوک مژگان یار مین
پہلے لپٹ کے دل سے ہمارا جگر گیا

کتون کی طرح غیر وہان بھونکتے رہے
مین مثل تیر در پہ ترے بے خطر گیا

وا حسرتا کہ ہم تو ترستے رہے یہان
ملنے کو وہ رقیب سے وقت سحر گیا

ظاہر ہے آفتاب سے جلنا سپہر کا
اس آہ شعلہ بار کا وان تک شرر گیا

نالون پہ بلبلون کے مری نالے چھا گئے
گل کا تمہارے سامنے چہرہ اتر گیا

تنہا پہ بعد مرگ برستی ہے بیکسی
گریان کب اسکی قبر پہ بھی ابر تر گیا

اے عندلیب دیر نہ کر لا شتاب لا
گل تکیہ اسکے واسطے عطر گلاب لا

کر شکر جور و ظلم کا غمزہ کی تاب لا
شکوہ نہ لب پہ اے دل خانہ خراب لا

غش ہے مجھے تو دل مین نہ کچھ اضطراب لا
ہمدم پسینہ یار کا جائے گلاب لا

نامہ ہو یا پیام زبانی ہو کچھ تو ہو
قاصد تو اسکے پاس سے خط کا جواب لا

کیا پوچھتا ہے کیا کہون صورت سوال کی
پھر جا تو نامہ بر مرے خط کا جواب لا

شب محتسب سے نشہ مین ہر رند میکدہ
بولا شراب لا کوئی بولا کباب لا

زاہد وہان کسیکی کسی کو نہین خبر
جا میکدہ سے شیشہ بغل مین تو داب لا

باران سے جوش رحمت حق آشکارا ہے
سب میکدون مین شور ہے ساقی شراب لا

جائے شراب ملتا ہے خون جگر مدام
بہر گزک تو اے دل سوزان کباب لا

وقتِ وداعِ روح قریب آیا ہمنشین
شربت کے بدلے اُسکی دہن کا لعاب لا

ہوگی جو دیر مجکو تو جلتا نیا سے گا
پیغام یار لائے تو قاصد شتاب لا

بے پردہ آکے بیٹھ ذرا میرے سامنے
عاشق ہون مین تو مجھسے نہ دلمین حجاب لا

کثرت گنہ کی روزِ جزا کام آگئی
بولا نہ کوئی مجھ سے کہ اپنا حساب لا

تحسین ہے اُسکی مائل عصیان بندگان
تنہا نہ دل مین خدشۂ روز حساب لا

تیرے در کا اے پریرو جو گدا ہو جائیگا
دیو کا سایہ اُسے بال ہما ہو جائیگا

کشتیِ بحرِ کرم کا ناخدا ہو جائیگا
جو قناعت کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا

کنج عزلت مین سلیمان وہ گدا ہو جائیگا
جو قناعت کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا

تلخیِ لذات دنیا سے جدا ہو جائیگا
جو قناعت کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا

سالکو جو رہ روِ راہِ خدا ہو جائیگا
سجدہ گاہِ خلق اُسکا نقشِ پا ہو جائیگا

مالکِ ملکِ عدم ذہن رسا ہو جائیگا
کوئی نکتہ اُس دہن کا گر ادا ہو جائیگا

درد سر جاتا رہیگا سر جدا ہو جائیگا
عشقِ رنگِ صندلی مجکو دوا ہو جائیگا

آہ سے کاخِ فلک مین زلزلہ ہو جائیگا
میرے نالون سے زمین پر تہلکا ہو جائیگا

مشق خونریزی اگر جلاد سے رہیگی اسطرح
خون ناحق عہد مین تیرے روا ہو جائیگا

دیدۂ دل سے اُسے مین دیکھتا ہون رات دن
وہ اگر مجکو نہ دیکھے گا تو کیا ہو جائیگا

چاہیے تمکو گلِ خورشید سے بھی اجتناب
چاند سا مکھڑا تمہارا سانولا ہو جائیگا

جستجوے یار مین کیا چاہیے ہمکو دلیل
نقشِ پا اُسکا ہمارا رہنما ہو جائیگا

قصہ خوان تو قصۂ زلفِ درازِ یار چھیڑ ٹہ
ورنہ یہ طولِ شبِ فرقت بلا ہو جائیگا

میرے نالہ کو صدا سے تازیانہ جانکر
توسنِ عمر روان دم مین ہوا ہو جائیگا

لے اُڑیگا جذبِ وحشت دشت مین مجھ زار کو
مجھکو خارِ دشت بھی اب کہربا ہو جائیگا

تیغ لیکر ہاتھ مین شوقِ شہادت دیکھ لو
سامنے خنجر کے خود میرا گلا ہو جائیگا

وہ ہے ایسا سیمتن بازارِ ہستی مین دلا
زر جس کو دیکھکر رنگِ طلا ہو جائیگا

اوج پر فکرِ رسا یون ہی رہے چندے اگر
طائرِ مضمون کا پست چھلا ہو جائیگا

واعظا شرمِ گنہ سے ہمکو حاصل ہو ثواب
اس برا کہنے سے تیرا کیا بھلا ہو جائیگا

جب تلک جیتا ہون صدمہ ہجر کے سہتا ہون مین
دیکھ لینا ورنہ جو مین نے کہا ہو جائیگا

عاشقِ بیدل نہ تنہا مجھکو سمجھے گا کوئی
میرا دل لینے سے تو بھی دلربا ہو جائیگا

ان روزون تمہین غیر سے یارانہ ہے کیسا
ہر بات مین پاسِ دلِ بیگانہ ہے کیسا

کیجے اسے آباد یہ ویرانہ ہے کیسا
تنہا کا دل اے رشکِ پری خانہ ہے کیسا

ہو حق کے عوض نوحۂ رندانہ ہے کیسا
جھومے ہو مئے ناب سے مستانہ ہے کیسا

مستی مین سرِ سجدۂ شکرانہ ہے کیسا
بدمست ہین ہوشیار یہ میخانہ ہے کیسا

دل آئینہ صورتِ جانانہ ہے کیسا
حیرت ہے کہ کعبہ مین یہ بتخانہ ہے کیسا

کیونکر کہون مین دانت نہین قتل پہ میرے
قاتل تری شمشیر مین دندانہ ہے کیسا

میناے مئے سرخ مین جلوہ ہے پری کا
میخانہ نہین ساقی یہ ترے خانہ ہے کیسا

غارت گرِ دل ہے تری دزدیدہ نگاہی
اس چور کو کیون ہمنے بھی پہچانا نہ ہے کیسا

واقف نہین ابتک بخدا وہ بتِ کمسن
آئینہ کسے کہتے ہین اور شانہ ہے کیسا

پوچھے کوئی اس رشکِ مسیحا سے یہ جاکر
بیمار تبِ ہجر کو غم کھانہ ہے کیسا

کیونکر نہ پھنسے حلقۂ گیسو مین مرا دل
زنجیرِ وہ کیسی ہے یہ دیوانہ ہے کیسا

کہتے ہین وہ دکھلا کے خطِ روے منور
یہ حسنِ خدا داد کا پروانہ ہے کیسا

اے پیرِ مغان دیکھ تو خورشید و فلک کو
مینا ہے اگر یہ تو وہ پیمانہ ہے کیسا

سودا ہے خریداری یوسف کا عزیزو
نقدِ دل پر داغ کا بیعانہ ہے کیسا

آمادۂ خوابِ عدم آخر کیا ہم کو | کیون عمر گذشتہ کا بھی افسانہ ہے کیسا

پیوند زمین ہوتے ہی کھل جائیگا تنہا
ملبوس فقیرانہ و شاہانہ ہے کیسا

اثر رعب جمال رخِ تابان دیکھا | کانپتا پھرتا ہے خورشید درخشان دیکھا
تجھکو جب جوش پہ اے دیدۂ گریان دیکھا | دامنِ ابر مین چھپتے ہوئے باران دیکھا
خالِ مشکین رخِ جانان کا نگہبان دیکھا | ہمنے یہ تیرہ درون حافظِ قران دیکھا
ابر مین لطف سرور دل نیسان دیکھا | جوش رحمت کا گنہگارون پہ باران دیکھا
آئینہ خانۂ زنجیر مین بھی نصب ہوا | حلقۂ زلف مین ہمنے رخِ تابان دیکھا
چشم و ابروے بتان نے بخدا بہکایا | مسجدون مین گذرِ بادہ فروشان دیکھا
شور مقتل مین ہوا دل کو مزا آنے لگا | جب ترے زخمیون نے سوے نمکدان دیکھا
رخ ترا گل ہے دہن غنچہ ہے قامت شمشاد | جسنے دیکھا مری جان تجھکو گلستان دیکھا
بیڑیان پہنے کوئی در کی ہلائے زنجیر | تیرے دیوانو نکو یون سلسلہ جنبان دیکھا
تشنہ کامون کے کبھی کام نہ آیا اے وائے | آبِ شیرین ترا اے خنجر بران دیکھا
اے بتِ آئینہ رو ہمنے تری محفل مین | صورتِ آئینہ دیکھا جسے حیران دیکھا
مین جو کہتا ہون مرے زخم جگر کو دیکھو | مجھسے جھنجلا کے وہ فرماتے ہین ہان ہان دیکھا

عاقبت لے گئی تنہا کو حضور جانان
ہمنے یہ معجزۂ کثرتِ عصیان دیکھا

اللہ رے پرتو ترے حسنِ شباب کا | چادر مین منہ چمکنے لگا ماہتاب کا
بدلے مین دون مین کاسۂ سر ہون جو مے پرست | ٹوٹے جو دست موج سے ساغر حباب کا
نادان ہوا مین آکے بس اتنا سر اٹھا | دم دم پہ توڑا جاتا ہے یان سر حباب کا
پہنی ہے تم نے آبِ روان کی اگر قبا | موجون کے بند چاہئین تکمہ حباب کا

غش ہوکے مرگیا ہون کسی گلبدن پہ مین
رکھدے بجو میری قبر مین شیشہ گلاب کا

عارض پہ ہاتھ رکھکے وہ کہتے ہین دیکھیے
شاخ سمن سے پھول کھلا ہے گلاب کا

کہتے ہین بحر جس کو یہ طوفان دکھتا
ہے ایک قطرہ وہ مری چشم پرآب کا

کس لطف سے مین دست بہ بغل دخت رز سے ہون
ہے خم مین ہاتھ شیشہ بغل مین شراب کا

کیونکر فروغ ہوویگا ماہ تمام کو
منھ پھر گیا ہے آگے ترے آفتاب کا

روے سحر ہو پردۂ ظلمت سے آشکار
اُلٹے جو شب کو رُخ سے تو گوشہ نقاب کا

ہم پلہ تیرے ابرو ہین رتبہ مین قوس کے
تیر مژہ سہیم ہے تیر شہاب کا

کیون چپ ہون جو پوچھین نشان دہن ترا
کیا مین جواب دون سخن لاجواب کا

سینہ سپر ہے تیر حوادث کے سامنے
تنہا یہ حال ہے دل پُراضطراب کا

کیا کہتے ہو ہنسکے تجھے رونا نہین آتا
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

ہنسنے کی ہے عادت تری جسطرح اُسیطرح
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

ہمدم نہ بنا منھ کہ مین ہرگز نہ ہنسون گا
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

ہنسنے کو وہ جب کہتے ہین پڑھتا ہون یہ مصرع
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

جس روز سے ہنستے ہوئے دیکھا ہی کسیکو
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

ہے پیش نظر یوسفؑ و یعقوبؑ کا عالم
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

کیونکر ہنسون اے شیخ ترے مسخرہ پن پر
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

دل چاہے جو ہنسنے کو تو کسطرح نہ رُوؤن
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

لکھون گا کتابہ یہ سر لوحۂ دیوار
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

شبنم کیطرح اے گل خندان ہون چمن مین
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

تو برق تجلی ہے تو مین ابر گہربار
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسنا نہین آتا

مین شمع صفت بزم طرب مین بھی ہون گریان — رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہین آتا
تو ہے گل خندان تو مین ہون بلبل نالان — رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہین آتا
روتا نہین کچھ زخم جگر دیکھکے خندان — رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہین آتا

مایوس ہون مغموم ہون محزون ہون تنہا
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہین آتا

کب اُسکو خیال دل شیدا نہین آتا — کب سوے حرم وہ بت یکتا نہین آتا
اک مو پہ یقین ہم کو کمر کا نہین آتا — اس بال کے پھندے مین تو عنقا نہین آتا
ہم تیرے خریدار ہین یوسف سے ہمین کیا — یان مصر کے بازار سے سودا نہین آتا
دیوانون کو تر دامنی کا عیب نہین ہے — اس جامۂ عریانی مین دھبا نہین آتا
اے دست جنون کیون نہ گریبان کو پھاڑون — اب ہاتھ مرے دامن صحرا نہین آتا
ویرانہ مین آبادی ہو عشاق کے دم سے — کیون نجد مین اب ناقۂ لیلےٰ نہین آتا
آئینہ ہے یا مصحف سادہ ہے الٰہی — کچھ ذہن مین وہ روے مصفا نہین آتا
بیہوش کیا نرگس مخمور نے مجھکو — اب یاد مجھے ساغر صہبا نہین آتا
ہوش و خرد و تاب و توان جاتے ہین ناصح — جب کہتے ہین جو ہ مین نہین آتا نہین آتا
جور و ستم و ناز و ادا غمزہ کرشمہ — کیا کیا مین کہون یاد مجھے کیا نہین آتا
میرا دل شفاف بھی اک شیشۂ مے ہی — کیون اسمین تو اے شوخ خود آرا نہین آتا
عالم ہوا تاریک مرے بخت سیہ سے — دیکھو کہ نظر صبح کا تارا نہین آتا
کیونکر نہ کہین محوِ تجلّیِ رخِ یار — محمل کا نظر قیس کو پردا نہین آتا

اک قافلۂ حسرتِ دیدار ہے ہمراہ
کیا خوف ہے تنہا کو کہ تنہا نہین آتا

مری آہ سحر کا اثر ہی گیا مرے پاس وہ غنچہ دہن نرہا

وہ صبا نہ رہی وہ فضا نہ رہی وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا

ترے چاند سے مکھڑے پہ مین ہون فدا ذری سچ تو بتا مری ماہ لقا
تجھے چلتے ہوئے کبھی دیکھا ہی کیا کہ وہ کبک دری کا چلن نہ رہا

پس مرگ جو یارون نے دفن کیا کہون حال غریبی و بیکسی کیا
یہی آتی تھی قبر سے میری صدا کوئی ساتھ عزیز وطن نہ رہا

شب وصل کی صبح کو تھا یہ الم کہ دکھائیگا روز فراق بہم
کہا اُسنے جو شام کو آئینگے ہم مجھے ہجر کا رنج و محن نہ رہا

کبھی ہوتا تھا وعدۂ لطف و کرم کبھی کہتا تھا تجھپہ کرونگا ستم
نہ وہ لطف و کرم ہی نہ جور و ستم اُسے اتنا بھی پاس سخن نہ رہا

خط مشک فشان کو جو دیکھا ہرا مرے داغ جگر ہوئے سارے ہرے
ہوئے تازہ وہ زخم جو کچھ تھے مرے کوئی جسم پہ داغ کہن نہ رہا

کبھی رکھتا تھا تنہا تو طبع رسا تجھے شوق تھا شعر کا حد سے سوا
مجھے فکر ہے تجھکو ہوا ہے یہ کیا کہ تو قابل شعر و سخن نہ رہا

مین ہی مداح نہین اے مہ تابان تیرا
اک زمانہ ہے مری جان ثنا خوان تیرا

حور جو کہتے ہین تجکو وہ بجا کہتے ہین
خلد مسکن ترا رضوان ہے دربان تیرا

تو شۂ حسن ہے بلقیس ہے تیری لونڈی
اے پری بندۂ فرمان ہے سلیمان تیرا

لب جان بخش ہوا چشمۂ حیوان پہ محیط
باج لیتا ہے عدن سے در دندان تیرا

ابر باران سے نہ شرمندہ کیا تو نے ہمین
نہین احسان ہے یہ دیدۂ گریان تیرا

ہون وہ لاغر کہ بیابان جنون مین مجھ پر
دھوکا ہو جاتا ہے اے خار مغیلان تیرا

پاسبان کا بھی مجھے ڈر ہے رقیبونکا بھی خوف
در نہین چھوڑتے ظالم سگ دربان تیرا

کسکی خاطر ہے دلا پہلو مین کیون مضطر ہے
کیا غم ہجر ہے پھر آج بھی مہمان تیرا

بخدا عشق نہین ہے تو نہے کام اُسکا
کفر کافر ترا اسلام مسلمان تیرا

دیکھکے اُسکو فرشتو نکے بھی دل ڈوب گئے
چہ بابل ہے مگر چاہ زنخدان تیرا

دشت غربت مین جو تھا بے سروسامان کل تک
آج مہمان ہی وہ اے گور غریبان تیرا

مین بھی گریان ہون گلستان مین بسان بلبل
یاد ہے چہرۂ رشک گل خندان تیرا

زلف دلدار کو بھی یاد دلایا تو نے
ہی یہ اندھیر بیا ای شب ہجران تیرا

گھر مین تنہا کے وہ آئے تو یہ کہتے آئے
اب تو آباد ہوا خانۂ ویران تیرا

ہمارا سبزۂ تربت نہ پایمال ہوا
نہ سربلند ہوئے ہم نہ یہ نہال ہوا

الٰہی درد محبت سے کیا یہ حال ہوا
کہ جیتے جی مری مرنے کا احتمال ہوا

خدا کی شان ہی اُس بت کا کیا جمال ہوا
کہ داغ مہ کو ہوا مہر کو زوال ہوا

خدا بھی جانتا ہی مین بتو نکا عاشق ہون
یہی جواب ہی تربت مین گر سوال ہوا

ترے دہن کی ہی کیا تاب کیونکہ دون تشبیہ
زبان کی شکل جو غنچہ بنا کے لال ہوا

ہوا ہی مژدۂ پیغام وصل شادی مرگ
شب وصال سی پہلے مرا وصال ہوا

مین وہ مریض محبت ہون جسکو عیسی نے
کہا جو نقل مکان کو تو انتقال ہوا

وہ بادہ کش ہون کہ ہی وِرد مجکو آب حیات
لب مسیح لب ساغر سفال ہوا

لیا جو خواب مین اُس گلعذار کا بوسہ
تو ہمکو میوۂ فردوس کا خیال ہوا

سینے گا مطلع خورشید جزو دل میرا
تمہارے چہرۂ تابان کا گر خیال ہوا

پہنایا مجھکو جنون نے لباس عریانی
کبھی نہ وحش پہ بار خیال شال ہوا

مثال سرو ہوا سبزوار گلشن مین
تمھارے قد سہی کا جو پایمال ہوا

ق
ملیے تو جاتے ہین اُس بت کی بزم مین مجکو
خدا نہ کردہ اگر اسکو کچھ ملال ہوا

تو مجھپہ گذرے گی جو کچھ وہ مین ہی جانونگا

کوئی نہ پوچھے گا تنہا یہ کیسا حال ہوا

ردیف ب

قد وہ کہ جسکے آگے ہو سرو چمن خراب
کاکل وہ جسکی بو سے ہو مشک ختن خراب

نام خدا تو ہے وہ صنم جس کے واسطے
زاہد حرم مین دیر مین ہے برہمن خراب

سوداے زلف سلسلہ جنبان ہوا ہی پھر
کرتا ہی پھر مجھے مرا دیوانہ پن خراب

شام وصال دور صبوحی نہ ہو تو پھر
گردش سے چشم مست کی ہو انجمن خراب

گلشن ہے ابر ہی لب جو ہی شراب ہے
ساقی پہونچ کہ ہوتی ہے سیر چمن خراب

ناز و ادا و جور و جفا سب سہی مگر
دشنام سے نہ کیجئے اپنا دہن خراب

تشبیہ تیری زلف سے دیتے اگر اُسے
ہوتا نہ اسطرح کبھی مشک ختن خراب

دنیا ہی مین جزاے عمل تم کو ہے نصیب
دیکھو کہ بعد مرگ ہے گور و کفن خراب

تنہا ہجوم یاس سے گھبرا گیا مگر
ہے فکر شعر ناقص و طرز سخن خراب

آتا ہے کانپتا جو نظر اکثر آفتاب
رعب جمال یار سے ہے مضطر آفتاب

شہرت ہے تا فلک ترے حسن و جمال کی
پھرتا ہے جستجو مین تری گھر گھر آفتاب

سودا اتھا خوب ایک جہان ہوتا مشتری
رکھتا اگر حمبیلہ کوئی دختر آفتاب

کیا لال پیلا ہوتا ہے بس دور ہی سے یہ
منہ تو دکھاے پاس ترے آکر آفتاب

کہتے ہین ہم ترے رخ و ابرو کو دیکھکر
نکلا ہی آج باندھے ہوے خنجر آفتاب

پھونکی تمھارے حسن جہان سوز نے یہ آگ
انگارہ کی طرح سے ہوا جلکر آفتاب

کیونکر نہ مرغ نامہ بر اُس کو بناسیئے
رکھتا نہین شعاع سے کیا شہپر آفتاب

تارے ہین کس شمار مین پیش جمال یار
مہتاب ہی غلام وہان چاکر آفتاب

دیکھو تمھارے چہرۂ تابان کو دیکھکر
ہر شام منھ چھپاتا ہی جون شپر آفتاب

اللہ ری چمک رخ پُر نور یار کی
تاریک شب مین بنگیا ہر اختر آفتاب

تنہا سے شب کو ملتا ہے وہ ماہرو مدام
ان روزون اُسکے بخت کا ہی اختر آفتاب

مہ رخون مین کیون نہ کہلائے دلبر آفتاب
جسم مثل ماہ ہے اور روئے انور آفتاب

چہرۂ تابان جانان دیکھ کر ہر شام کو
منھ چھپا کر بھاگتا ہے سوے خاور آفتاب

حاجت آرایش ظاہر نہین ہی ماہ کو
کون کہتا ہے کہ ہے محتاج زیور آفتاب

قامت و رخ یاد آئیگا کسی کا اسگھڑی
جب سوا نیزہ پہ ہوگا روز محشر آفتاب

حضرت اللہ بھی پوچھین تو کہدون صاف صاف
تن ہی اُس بت کا مصفا اور مکدر آفتاب

جسکے تلوے کے مقابل ماہ کو رتبہ نہو
کس طرح ہاتھون سے اُسکے ہو وہ ہمسر آفتاب

رات ساقی نے دکھایا مے کشون کو معجزہ
کردیا پرتو سے رخ کے اپنے ساغر آفتاب

رخنہ زلف یار کو کہتا ہے تنہا دیکھکر
دام گیسو مین کیا کیونکر مسخر آفتاب

ردیف ر

کو بکو اسلیئے پھرتا ہون مین رسوا ہوکر
کہ وہ آئے کہین مشتاق تماشا ہوکر

قیس دیوانہ تھا مین کیون نہ ہون تنہا ہوکر
راز عاشق نہ چھپے گا کبھی افشا ہوکر

ادنے اعلے ہوئے ہم صحبت اعلی ہوکر
قطرہ قطرہ نہ رہا شامل دریا ہوکر

نہ ملا فوج کی کشتی کا کہین تھل بیڑا
قطرۂ اشک نے طوفان کیا دریا ہوکر

یاد نے دست حنائی کے رلایا یان تک
اشک آنکھون سے چلے خون کا دریا ہوکر

کوچۂ یار کی سب خاک بنا کر لائے
آبرو کھو لی عبث اشکون نے دریا ہوکر

ضبط گریہ ہو بھلا کیونکہ مری آنکھون سے
قطرہ کوزہ مین سماتا نہین دریا ہوکر

پنجۂ موج مین بھی دائرہ گرداب کا ہی
شور ہے نکلین گے وہ جانب دریا ہوکر

خوئے قسمت سے نہ فیاض ہو کوئی نہ بخیل
خشک لب رہگیا ساحل لب دریا ہوکر

پست ہمت کو ترقی مین تنزل ہی نصیب
قطرے زیر خس و خاشاک ہین دریا ہوکر

ابر نیسان کیطرف گھورتے ہین دیدۂ تر
سامنا قطرونکا کرنے لگے دریا ہوکر

دیکھنا معجزۂ عشق کہ میرے آنسو
کشتی دیدۂ عشاق ہین دریا ہوکر

آگ پانی مین لگے عکس رخ روشن سے
سیر کرتے جو وہ گذرے لب دریا ہوکر

اُٹھکے چلنے لگے وہ تو بٹھایا ہمنے
رہگئی آج قیامت یہان برپا ہوکر

بام پر تو جو حسرمان ہوا اے شعلۂ طور
مثل موسیٰ مین گرا محو تماشا ہوکر

ضعف ہر جنبش پا پر یہی کہتا ہی مجھے
کہ سنبھل آیا ہون مین خوب توانا ہوکر

عمر بھر خواب و خورش کے ہی رہے ہم بندے
کیا کیا ہمنے خدا خلق مین پیدا ہوکر

راستہ عرصۂ محشر سے ملا جنت کا
در جانان پہ گیا جانب صحرا ہوکر

نخل سنبل ہی اُگا کرتا ہے پائین مزار
نہ گیا سر سے تری زلف کا سودا ہوکر

خوف اغیار نہین تمکو تو کیون آئی پڑے
رہگیا میرے دل زار کا چرچا ہوکر

رحم کرتے ہین مرے حال پہ سب ان ورزن
ملک الموت بھی آیا تو مسیحا ہوکر

پھر کسی کاکل مشکین کا تصور ہی مجھے
تازہ پھر زخم کہن ہوگیا اچھا ہوکر

ہاتھ آیا نہ عدم مین کوئی مضمون کمر
طائر فکر بھی ڈھونڈھا کیا عنقا ہوکر

لکھ چکا جب طپش طائر دل کا مضمون
اُڑ گیا خط میرے ہاتھون سے لفافا ہوکر

جان آئی جو وہ آئے جو گئے جان گئی
ایک دم مین مرا کیا حال ہوا کیا ہوکر

نالۂ شب سے کہان آہ سحر گاہ کدھر
کیا ہوا دل تجھے کیون نکلا ہی تنہا ہوکر

ظلمت کفر مین پوشیدہ ہی نور ایمان
کعبہ کو جاتا ہون محو بت ترسا ہوکر

دیکھ تو اپنے کف دست مصفا کیطرف | آئینہ دیکھتا ہے کب کوئی اُجھ سا ہو کر

لاکھ بیٹھے رہین اغیار تری کوچہ مین
نام تنہا ہے مرا آؤنگا تنہا ہو کر

اختر نہین ہلال نہین آسمان پر | ہے عکس خال چین جبین آسمان پر
شمس و قمر ہین ذرۂ خاک در حضور | کوئی نہین ہے تمسا حسین آسمان پر
کشتے تمہارے زیر زمین بیقرار ہین | تھرا رہا ہے عرش برین آسمان پر
آئیگی گوش اہل فلک مین صداے صور | جاتے ہین نالہ ہاے حزین آسمان پر
ٹھکرا یا تم نے مرتبہ اُسکا ہوا بلند | پہونچا دماغ خاک نشین آسمان پر
فردوس پر گمان نہ ہو کوے یار کا | دھوکا نہ کھائے روح کہین آسمان پر
ہر چند مہربان ہے وہ رشک قمر ہنوز | رہتا ہی مجھ سے بر سر کین آسمان پر
اختر نہین یہ گوہر دندان ہین دیکھ لو | ہے کوئی تمسا خندہ جبین آسمان پر
جھکنا پڑا ہلال کو ابروے ناز سے | اسواسطے ہے چین بہ جبین آسمان پر
اللہ رے شعلۂ دل سوزان کا اضطراب | برق طپان ہوئی نہ قرین آسمان پر
گذرے فلک سے عرش معلے ہلا دیا | نالے گئے کہین سے کہین آسمان پر
اسکے سبب سے آئے مرے گھر وہ رشک ماہ | اتنا تو اعتبار نہین آسمان پر
خواہان مرگ اپنا ہون جب سے سُنا ہی یہ | حورین ہین رشک لعبت چین آسمان پر
ہو لوث ممکنات سے ذات قدیم پاک | ممکن نہین کہ ہووے مکین آسمان پر
ملتا نہ تھا نگینۂ انگشتری یار | تاکا ہے مہر بہر نگین آسمان پر
دود جگر سے رہتا ہی بالا تمہارا دل | پیدا ہے زیر چرخ برین آسمان پر
سفلون کے واسطے یون ہی نشو و نما ہی تو | پھوٹے گی شاخ گاؤ زمین آسمان پر
ملتے ہین بوسہ کف پا اُس نگار کے | کیون کر نہ ہو مزاج زمین آسمان پر

خفت سُبک سرونکو ہمیشہ سی ہی نصیب
رکھے وگرنہ بار زمین آسمان پر

یا تنک اُٹھایا نالون نے سر پرزمین کو
آخر کو پہونچے اہل زمین آسمان پر

بسمل نے تیرے یہ تہ و بالا کیا جہان
ہو آسمان زمین پہ زمین آسمان پر

لکھ لکھکے وصف رشک قمر ہمنے مہربان
پہونچائی اس غزل کی زمین آسمان پر

کس درجہ عالی فکر ہے تنہا اسیر نے
ڈھونڈھی ہے بہر شعر زمین آسمان پر

دل ہوتا ہی جب زلف گرہ گیر سے باہر
سودا مرا ہوجاتا ہی تدبیر سے باہر

گردن نہ ہوئی طوقِ گلوگیر سے باہر
نکلے نہ قدم خانۂ زنجیر سے باہر

ذکرِ دہنِ یار ہے تقریر سے باہر
وصفِ خطِ رخسار ہے تحریر سے باہر

باقی نہ رہا کچھ بھی اثر آہ سحر مین
تاثیر ہوئی نالۂ شبگیر سے باہر

اب سر مین ہی خال نہ ابرو کا بھی سودا
قبضہ نہ رہا میان مین شمشیر سے باہر

افسوس بلا لیتے ہین وہ غیر کو گھر مین
رہ جاتے ہین ہم دیکھتے دلگیر سے باہر

اک قافلۂ یاس و تمنا ہے جلو مین
عشاق ترے پھرتے ہین تقدیر سے باہر

فتراک سے صیاد ستمگر نے نہ باندھا
حسرت نہ ہوئی یہ دل نخچیر سے باہر

گو ضعف سے مانند کمان قد ہے خمیدہ
نالے تو نکلتے ہین مرے تیر سے باہر

کیون تیر پہ تم تیر لگاتے ہو جگر مین
شہپر مژہ ہوگا نہ کسی تیر سے باہر

یون لخت جگر نوک مژہ پر تھے نمایان
پیکان ہو جس طرح سر تیر سے باہر

صورت مری نقاش جو کھینچے دم گریہ
آنسو ہون روان دیدۂ تصویر سے باہر

کس فکر سے لکھتا تھا سراپا ترا لیکن
مضمون دہن رہگیا تحریر سے باہر

پیدا ہون کیون خط سے مضامین رخ یار
مصحف کے مطالب نہین تفسیر سے باہر

سوراخ ہوئے سینہ مین نالونکے اثر سے
آواز یہ آتی ہے مزامیر سے باہر

مقتل مین تو قاتل نے جدائی کا کیا خیال — زندہ بھی ہو شاید کوئی تقدیر سے باہر

تنہا مجھے اُس پردہ نشین کا ہی تصور
نکلے نہ کبھی جو کسی تدبیر سے باہر

نورِ رُخِ مہ کیا ہو ترے تل کے برابر — ناقص نہین ہوتا کبھی کامل کے برابر
زیبا ہے اگر بالِ ملک ہو مرا پنکھا — ہوتا ہون مین اک حور شمائل کے برابر
کچھ ہی ہو اگر سہل تو کہیے اُسے آسان — مشکل نہین کوئی مری مشکل کے برابر
ہر چین جبین آپ کی رشک مہ نو ہی — ہے چہرۂ تابان مہ کامل کے برابر
مانند صدائے جرس ناقۂ لیلے — مجنون تھا روان دشت مین محمل کے برابر
بیتابی لیئے جاتی تھی یون قیس کو ہمراہ — آگے کبھی پیچھے کبھی محمل کے برابر
یکتائی کا دعوی نہ کرو آئینہ دیکھو — آؤ تو ذرا اپنے مقابل کے برابر
بیمار تپ فرقت ساقی ہون طبیبو! — دارو ہے مجھے زہر ہلاہل کے برابر
دیکھو دہن یار کو اور سبزۂ خط کو — ہے تنگ شکر زہر ہلاہل کے برابر
گو دل گیا لیکن رُخ پر نور تو دیکھا — صد شکر کہ نقصان ہوا حاصل کے برابر
لاغر تری فرقت مین ہوا ہون مین یہانتک — ہے جنبش پا سیکڑون منزل کے برابر
پائے دل دیوانہ پھنسے کیونکہ نہ اُسمین — ہے زلف گرہ گیر سلاسل کے برابر
پھر فصل بہار آئی ہوا جوش جنون پھر — نالے ہوئے پھر شور سلاسل کے برابر
کھینچون مین اگر آہ تو بسمل ہو زمانہ — نالہ ہے مرا خنجر قاتل کے برابر
دریا سے عبور اپنا اگر ہو تو یقین ہے — غرق آکے ہو کشتی مری ساحل کے برابر
زنجیر سے مجنون کی یہی آتی تھی آواز — دیوانہ نہین ہے کوئی عاقل کے برابر
کہتا نہ دہن کو مین ترے نقطۂ موہوم — ہوتا جو نشان اُسکا ذرا تل کے برابر
اے زہرہ جبین چشم فسون ساز سے تیری — ہر کوچہ بیگانہ ہے بابل کے برابر

عشاق کی باتون پہ ہنسا کرتے ہین معشوق | ہے خندۂ گل آہ عنادل کے برابر

تنہا تو لکھ اُس طرح مین اک اور غزل بھی
پر شرط یہ ہے قافیے ہون دل کے برابر

کس طرح نہ کہیے اُسے جاہل کے برابر | سمجھے سخن حق کو جو باطل کے برابر
ہر گام پہ آواز یہ آتی تھی درا سے | نالان نہ روان قیس ہو محمل کے برابر
کشتہ ہون مین اک نرگس مخمور کا ساقی | ساغر نہ ہین کیونکہ مرے گل کے برابر
کسطرح گلستان سے اُسے دے کوئی نسبت | فردوس نہو جب تری محفل کے برابر
ہر ایک پہ ہو دوسرے کو فوق ازل سے | تفریق مدارج ہو اماثل کے برابر
جس وقت تڑپتا ہے ہلاتا ہے زمین کو | بسمل نہین کوئی ترے بسمل کے برابر
خوبان جہان سب ہین ترے عاشق شیدا | کرتے ہین تجھے یاد بسم مل کے برابر
ہان اسے اثر سوز و گداز دل نالان ہو | دل اُس بت بیرحم کا ہو سل کے برابر
رو رو کے دکھا دیتا ہون مین عالم دریا | اور خاک بسر رہتا ہون ساحل کے برابر
انسان کی طاقت ہے کہے تجھکو پری رو | جب حور نہو تیرے شمائل کے برابر
کیون اسے خلش خار بیابان غریبی | اک آبلہ تجھ سے نہ ہو اچھل کے برابر

کیون چپ ہوئے کیون اُٹھ چلے تم باغ سے تنہا
کچھ اور پڑھو بیٹھو عنادل کے برابر

بسمل نظر آجاتا ہے بسمل کے برابر | بیتاب جگر ہوتا ہے جب دل کے برابر
کعبہ ہے یہی خانۂ مقصود یہی ہے | معبد نہین دنیا مین کوئی دل کے برابر
یہ خانۂ تن گھر ہے ترا اے غم اُلفت | آباد کرون آ تجھے اب دل کے برابر
جب چاہتا ہون دیکھتا ہون صورت دلدار | آئینہ ہے کب آئینۂ دل کے برابر
بازار محبت مین جو دیکھا تو یہ دیکھا | بیقدر نہین ہے کوئی شے دل کے برابر

قاتل ترے انصاف کے قربان ہی یہ بسمل
ٹکڑے کیے تو نے جگر و دل کے برابر

مشکل ہو پیدا نہین گر حال رخ یار
رکھتا ہون عزیز اسکو مین کیون دل کے برابر

کیا پوچھتے ہو دل کو جگر کی تو خبر لو
پہلو مین مرے درد ہوا اب دل کے برابر

کس شوق سے آغوش مین لے اسکو تڑپ کر
آئے جو کبھی تیر نگہ دل کے برابر

تاثیر نہو وے تو نہ ہو شکر خدا ہے
سنتا ہی وہ نالہ تو مرے دل کے برابر

وہ جانتا ہے لذت تیر نگہ یار
دل جسکا مشبک ہوئے مرے دل کے برابر

نہ نالہ ہے نہ سوز ہے نہ خون روان ہے
کہتے ہین صنوبر کو عبث دل کے برابر

ہوتے ابھی آثار قیامت کے نمودار
اگر برق طپان ہوتی مرے دل کے برابر

تنہا ترا ہر شعر ہے دیوان فغانی
نقطہ ہے ترا مصرعۂ بیدل کے برابر

تعزیر نہ ہو چشم کے مستانہ کو کیونکر
مسجد مین گیا چھوڑ کے میخانہ کو کیونکر

کہتا ہے نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہے کسی کی
سمجھائے کوئی آپ کے دیوانہ کو کیونکر

ملنا اسے منظور نہین ہم سے تو قاصد
سن لیتا ہے وہ ہجر کے افسانہ کو کیونکر

کہتا ہے کہ ہے شوق تماشائے طپیدن
بنواؤن مین شمشیر کے دندانہ کو کیونکر

عاشق کو اٹھا دیتا ہے جو غیر سمجھکر
بٹھلائے گا پاس اپنے وہ بیگانہ کو کیونکر

وہ دست حنائی مین سے یہ سنگ سے نکلا
نسبت شجر طور سے دون شانہ کو کیونکر

موسی کی طرح محو تجلی ہین ہزارون
پوچھے کوئی اس بزم مین پروانہ کو کیونکر

اے آبلۂ پا ترے ہاتھون سے خجل ہون
دکھلاؤنگا منھ جاکے مین ویرانہ کو کیونکر

ہے نقل وہان گھر مین ترے اصل ہی موجود
کہتے ہین مرقع ترے کاشانہ کو کیونکر

تھا وصف طواف حرم و ذکر خدا کل
لو آج چلے شیخ جی بتخانہ کو کیونکر

اس گھر مین نہین رہتے جہان جن کا اثر ہو

تنہا کرون آبادیری خانہ کو کیونکر

ردیف ز

نہ کیا مجھکو سنگسار ہنوز
دل مین ہے یار کے غبار ہنوز

بلبلین کیون ہین اشکبار ہنوز
ہے اگر موسم بہار ہنوز

ایک عالم ہوا تہ و بالا ۂ
دل مضطر ہے بیقرار ہنوز

چیختے چیختے گلا سوکھا
نہ کھنچی تیغ آبدار ہنوز

درد سر ہو گیا جو دور شراب
کس کی آنکھون مین ہے خمار ہنوز

دام سے ہو رہا کہین بلبل
باغ عالم مین ہے بہار ہنوز

یا خدا کس بلا کا پیچ پڑا ۂ
بل پہ ہے زلف تابدار ہنوز

ہے نکیلی مژہ نشیلی آنکھ
پاس مستون کے ہے کٹار ہنوز

کب کی آنکھین چرا گئے انجم
وا ہین پر چشم انتظار ہنوز

ضعف ہر گام پر یہ کہتا ہے
دور ہے یان سے کوے یار ہنوز

پس مردن بھی ہون مین خاک بسر
سنگ تربت پہ ہے غبار ہنوز

ایک دن تیری آنکھ دیکھی تھی
چشم نرگس ہے شرمسار ہنوز

کیون مرا دل ابھی سے ہے مضطر
وہ نہین قابل شکار ہنوز

شور محشر سے کب مین ڈرتا ہون
یاد ہے مجھکو رقص یار ہنوز

جب سے عاشق بتو نکا ہے تنہا
تب سے ہے وہ خدائی خوار ہنوز

ردیف ل

کیا بیان کیجیے کیا حال تھا ہمدم شب وصل
میرے اُنکے رہا کچھ اور ہی عالم شب وصل

بھول کر بھی نہ ہوا مین کبھی خورم شب وصل
یاد ایام جدائی سے رہا غم شب وصل

وہ کبھی روٹھتے ہین اور کبھی من جاتے ہین
رنج و راحت ہی میسر ہین باہم شب وصل

رشک آغوش تصور نے عدو کے مارا
بدگمانی سے نکلتا ہے مرا دم شب وصل

غیر سے گرمی صحبت کا نہ کیجیے مذکور
خلد سے گھر مرا ہوتا ہے جہنم شب وصل

وصل مین کیونکہ نہو وسے غم ہجران مجکو
روز وقت سے رہا کرتی ہی توام شب وصل

ایک دم بیٹھ کے وہ اُٹھ گئے گھر سے اپنے
محفل عیش ہوئی حلقۂ ماتم شب وصل

گریہ ہے راست کہ منظور نہین ہمسے کجی
تب یہ پھر کیون ہی تری ابروئے پُرخم شب وصل

قصۂ شکوۂ ہجران کو بڑھائین کیونکر
صبر اور شکر کرم کہتے ہین ہردم شب وصل

دیکھنے کا نہین پھر روز جدائی ہرگز
سر کٹانا ہے مجھے آج مسلم شب وصل

کون سے ساقی مغرور کی یان آمد ہے
گردن شیشہ ہوئی بزم مین کیون خم شب وصل

عرق آلودہ دکھا دیجیے رخسار اپنے
ہو میسر ہمین سیر گل و شبنم شب وصل

تلخ ہو ہو کے دیے بوسے لب شیرین کے
قند مین ہمکو ملا ذائقۂ سم شب وصل

حال دل وہ نہین سنتا ہی تو پھر کس سی کہون
نہ کوئی یار نہ مونس ہی نہ ہمدم شب وصل

مختصر کیجیے تنہا اب ان افسانون کو
قصۂ ہجر بہت طول ہے در کم شب وصل

ہے طلوع نیر حُسن جوانی آجکل
اُسکو کہتا ہے جہان خورشید ثانی آجکل

باندھتا رہتا ہون مین دن رات مضمون کمر
کھل گیا سب مجھپہ حال ملک فانی آجکل

جلوۂ دیدار جانان دیکھیے دکھلائے کیا
کرتی ہے بیخود صدائے لن ترانی آجکل

سنگ سرمہ اندنون سنگ فسان سی کم نہین
ہے نگاہ یار تیغ اصفہانی آجکل

سیکھتے ہین تجھ سے خوبان جہان طرز ستم
خلق مین جور و جفا کا تو ہے بانی آجکل

حال دل کرتی ہے روشن شمع گو رنامہ بر
ہے یہ گویا میرا پیغام زبانی آجکل

ہو وفائے وعدہ ہائے قتل مین انکار کیون
بیوفا کیا دل مین اپنے تونے ٹھانی آجکل

مجھکو سودائی سمجھکر کاکل دلدار کا
قصہ خوان کہتا ہے گیسو کی کہانی آجکل

تمنے آنکھون سے نہ دیکھا کان سے سُنتے رہے
خواب کا کیا نام رکھا ہے کہانی آجکل

چونک چونک اُٹھتا ہون مین خواب پریشان دیکھکر
رات بھر سنتا ہون گیسو کی کہانی آجکل

جان نکل جاتی ہے اپنی رشک لطف غیر سے
ہے قیامت آپکی یہ مہربانی آجکل

محوِ تنہا بیتِ ابروے صنم ہین راتدن
ترک ہو کس طرح شغلِ شعرخوانی آجکل

ہے بتون سے التجاے سنگساری آجکل
کسقدر جلینا ہے یا رب مجھکو بھاری آجکل

انتظارِ یار مین ہے اشکباری آجکل
رات دن کرتا ہون مین اختر شماری آجکل

گر نہین ہے خون دل آنکھون سے جاری آجکل
کیا ہوئی اشکون کی اپنے ابداری آجکل

درد ہجران صنم کو دلسے میرے ربط ہے
ہوا لہی کیونکہ ضبط آہ و زاری آجکل

کون سے صیاد کو صید افگنی کا شوق ہے
حد سے گذری مرغ دلکی بیقراری آجکل

صاف بوے غازۂ رخسار جانان تجھ مین ہے
کیون اُڑاتی ہے ہمین باد بہاری آجکل

ہے سرورِ یادِ چشمِ مستِ ساقی واعظا
چھٹ گیا ہے مجھ سے شغل بادہ خواری آجکل

پنجۂ مژگان اشارون مین مری آنکھو نکے ہے
صید آہو بن گیا شیر شکاری آجکل

چاہتے ہین پیادہ پا ہونے کو گلہاے سوار
باغ مین آنے کو ہے کسکی سواری آجکل

خنجر سفاک ارہ دانتی پڑ پڑ کے ہوا ہا
سخت جانی سے ہے میری وہ بھی عاری آجکل

بیکس و بے یار تنہا آپ کو کہتے ہو کیون
غم تو کرتا ہے تمہاری غمگساری آجکل

دلمین کیا اُس ستم ایجاد نے ٹھانی شبِ وصل
مائلِ قتل رہا ایکشا نی شبِ وصل

بے حجابی ہو مگر بادۂ گلرنگ بھی ہو ٹہ
ہم کو دکھلاؤ ذرا حسنِ حجابی شبِ وصل

وصفِ تنگیِ دہن مین مرے لب بند ہوئے
کھل گئی آج مری ہیچمدانی شبِ وصل

ساقِ سیمین کو ترے دیکھ کے شمعِ محفل
آتشِ رشک سے جلکر ہوئی پانی شبِ وصل

تیرہ بختی تھی مرے طالعِ بیدار کی آہ
اپنے گیسو کی کہی اُسنے کہانی شبِ وصل

وہ بھی دن یاد ہین کرتے تھے جو غیرون پہ ستم
تم کو ہم کہتے تھے دلبر کبھی جانی شبِ وصل

جنبشِ لب سے ثبوتِ دہنِ یار ہوا ٹہ
یا تو ن یا تو نہین کھلا راز نہانی شبِ وصل

زخمہائے دلِ صد چاک ہرے ہوتے تھے
پہنی پوشاک جو ہین آتنے دھانی شبِ وصل

حاجت خط و کتابت نہین قاصد ہم کو
حال دل اُسکو سنائینگی زبانی شبِ وصل

ہوگئی فکر تلاشِ کمرِ یار مجھے
میری نظرون مین رہا عالمِ فانی شبِ وصل

شعر پڑھ پڑھ کے اُسے ہمنے رُلایا پہرون
کی دلِ غمزدہ کی مرثیہ خوانی شبِ وصل

کیون نہ ممنون فغان دلِ نالان ہون مین
نام رکھا ہے مرا اُسنے فغانی شبِ وصل

غیر گل کھا کے ہوئے باغ مین تنہا جسدم
پھلا اُس گل نے دیا ہمکو نشانی شبِ وصل

ردیف م

بوسۂ لب سے مرگیا ہمدم
قند بھی مجھکو سم ہوا ہمدم

قیدِ الفت سے کر رہا ہمدم
مجھ مین باقی نہین رہا ہمدم

میرے گھر اُس پری کو لا ہمدم
جو نہ دیکھا ہو وہ دکھا ہمدم

شکر ہے شکر پھر ہوا ہمدم
اپنا بیگانہ آشنا ہمدم

یاد مین تیری مرگیا ہمدم
نعش تنہا پہ اب تو آ ہمدم

اُسکے گھر رسمِ قتل جاری ہی
خونِ عاشق ہے وان روا ہمدم

تنکے چنوائے سبزۂ خط نے
بیٹھ گئے ہم بھی گھبرا ہمدم

وہ تغافل شعار سنکر حال
ہائے کہتا ہے کیا کیا ہمدم

بے سبب کل وہ مجھ سے غنچہ دہن
ہنستے ہنستے ہوا خفا ہمدم

درد سر کا مرے مدارا کر
جلد لا اُسکی خاک پا ہمدم

کون خوش اس چمن مین ہوتا ہے
یان کی کچھ اور ہے ہوا ہمدم

بعد مردن شہ و گدا کو دیکھ
سر ہے دونون کا زیر پا ہمدم

شبِ فرقت مین نیند کیا آوے
قصۂ گیسو کا اب سُنا ہمدم

مصرعۂ قد یار و سرو چمن
خوب ہے مطلع رسا ہمدم

خوب آباد ہوگا ملکِ عدم
پھر نہ آیا جو وہان گیا ہمدم

گردشِ چشمِ بت کا وحشی ہون
سر ہوا اور سنگ آسیا ہمدم

شکر صد شکر ہو گیا مجھ سے
آج سیدھا وہ کج ادا ہمدم

میرے نالون سے روز ہوتا ہے
کاخِ گردون مین زلزلا ہمدم

خوب ڈھونڈھا مگر نہ ہمکو ملا
گھرِ یار کا پتا ہمدم

دام کاکل سے پھر نہ نکلے گا
طائرِ دل اگر پھنسا ہمدم

مثلِ مجنون ہوا بیابان مرگ
کل ترا وحشت آشنا ہمدم

ہوگا آہ و فغان سے شور نشور
دل ہمارا نہ تو دُکھا ہمدم

دیر مین جلوۂ خدائی ہے
ہے یہ ناقوس کی صدا ہمدم

چشمِ بیمار کا ہون مین بیمار
شاخِ نرگس کا لا عصا ہمدم

عین طوفان ہے اشک کا قطرہ
چشم کا ہے یہ ماجرا ہمدم

شور کس کا ہے آگے محمل کے
قیس نالان ہے یا درا ہمدم

شبِ فرقت مین جو تڑپتا تھا
سحرِ وصل مر گیا ہمدم

بخدا جب بتون کو بھول گئے
یاد آیا ہمین خدا ہمدم

خط نہ آیا نہ نامہ بر آیا
ہائے مقسوم کا لکھا ہمدم

عشق ہے مجکو اک پری روکا
اب تو دیوانہ مین بنا ہمدم

پھرتی ہے دوش پر لیے اپنے
بوے گیسو کی ہے صبا ہمدم

تیرے بیمار کی یہ حالت ہے
کوئی کرتا نہین دوا ہمدم

بوے عنبر ہے سارے عالم مین
اُس کا گیسو مگر کھلا ہمدم

خلعتِ بادشہ سے بہتر ہے
دلق صد رقعۂ گدا ہمدم

قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے
تیرا مڑ مڑ کے دیکھنا ہمدم

شربتِ وصل رشکِ عیسی ہے
مرضِ عشق کی دوا ہمدم

کیونکہ بیٹھون گا چین سے پھر آہ
درد دل مین اگر اٹھا ہمدم

زلفِ شبرنگ ہو کہ سانپ ہے وہ
دن کو بھی یہ نہ [illegible]

بادۂ صاف گر نہین باقی
دُرد ہی ہمدم [illegible]

آہ دیوانۂ پری رویان ہے
جس سے وصل [illegible]

میری آہ و فغان سے عالم مین
شور [illegible]

کوئی حسرت رہی نہ اب باقی
لب سے لب منہ سے منہ ملا ہمدم

چاند ہالے کی طرح گرد پھرے
گھر سے نکلے جو مہ لقا ہمدم

ایک عالم کو کرتا ہے حیران
اُس کا آئینہ دیکھنا ہمدم

کیون ہے خاموش کیا کہا تجھ سے
آکے قاصد نے سچ بتا ہمدم

ایک عالم ہے اُس کا دیوانہ
ہے وہ زلفِ پری بلا ہمدم

خون عاشق سے ہاتھ رنگین کر
کیون لگاتا ہے تو حنا ہمدم

اس زمین مین تو آج تنہا کو

غزل اک اور بھی سُنا ہمدم

گالیان دین نہ دے دعا ہمدم ہے یہی دل کا مدعا ہمدم
ہمکو ہے تیرا نقش پا ہمدم غیر کے گھر کا رہنما ہمدم
چشمِ عاشق کا تو تیا ہمدم خاک کوے صنم سے لا ہمدم
عرقۂ موج بوریا ہمدم کس کا ہوتا ہے آشنا ہمدم
قہقہون مین اُڑایا واعظ کو دہن شیشہ جیب کھلا ہمدم
کون کرتا ہے نالۂ سوزان گرم چلتی ہو کیون ہوا ہمدم
ہے وہ بت وہ کہ ہر سحر اُسکو سجدے کرتے ہین پارسا ہمدم
آہ و نالہ کے لگ گئے شہپر توسنِ عمر اُڑ گیا ہمدم
کس کے تیرِ نگہ کا زخمی ہے کیون ترستا ہے کیا ہوا ہمدم
خاکساری مین سربلند ہون مین چوم کر تیرا نقشِ پا ہمدم
رنگ روزرد ہے گریبان چاک عشق کی ہے یہ ابتدا ہمدم
مضطرب ہو کے کل خدا جانے لکھدیا اُسکو مین نے کیا ہمدم

مثل تنہا تو غیر بد خو کو ٭
اب تو کچھ بے نقط سنا ہمدم ٭

لا دوا درد دل ہوا ہمدم کارگر ہو وہ کر دعا ہمدم
طرۂ دلدار کا کھلا ہمدم سہل امرِ اہم ہوا ہمدم
درد ہمدردِ دل ہوا ہمدم اس دلارام کا ہوا ہمدم
وصل ہمسر و ہو کر دعا ہمدم دل کا حاصل ہو مدعا ہمدم
محوِ دلدار ہو رہا ہمدم حالِ دل اس طرح کھلا ہمدم
اُس کا ہمدم عدو ہوا ہمدم سگ و آہو کا دل ملا ہمدم

حال نگر و نگر کھا ہمدم
دم ہمارا ہوا ہوا ہمدم

درد سر اس طرح رہا ہمدم
گاہ کم گہ سوا ہوا ہمدم

سدرہ کو عدو ہوا ہمدم
دیر گلر و نگر کھلا ہمدم

کاسۂ سر کو ہوگا دور مدام
گر سرور اس طرح رہا ہمدم

مردۂ محو کاکلِ دلدار ہائے ہائے
طعمۂ مور و مار کا ہوا ہمدم

دیر اہلِ دول کا محو رہا ہائے ہائے ہائے
امرا کا گدا ہوا ہمدم

ہوگا عالم کمال گرد آلود
دل مکدر اگر ہوا ہمدم

للہ الحمد ہر سحر ہو ورد
حمد محمود کر ادا ہمدم

کاکل دود دکھا سدا ہمکو
ہر سحر اور ہر مسا ہمدم

موسمِ گلُ ہو ملُ ہو گلر و ہو
دل ہو مسرور ہو ہوا ہمدم

کلک حاصل ہوا رگِ گلُ کا
ہمکو حالِ کمر لکھا ہمدم

ہمرہِ دم ہمارا دل ہوگا
آہ کا گر ملا عصا ہمدم

لوسرِ یارِ کاکلِ دلدار
اہلِ عالم کو سم ہوا ہمدم

واہ واہ واہ گل ہوا واحد
در دلدار کا گدا ہمدم

ردیف ن

محوِ حسنِ روے زیبا مین بھی ہون
اے پری دیوانہ تیرا مین بھی ہون

چشم طوفان بار کرتی ہے یہ شور
دیکھنا اے جوشِ دریا مین بھی ہون

بڑھ چلا تشبیہ قدِ یار سے
سرو کہتا ہی کہ طوبےٰ مین بھی ہون

ہونگا ہ لطف مجھ پر بھی کبھی ؟ — تیرا عاشق تیرا شیدا مین بھی ہون
دور ہے اُس نرگس مخمور کا — اب تو مست جام صہبا مین بھی ہون
سادہ لوحون کا نہ کیجیے سامنا — کہ نذرے آئینہ تجھ سا مین بھی ہون

آپ ہین گر بے مثال و بے نظیر
بیکس و بے یار تنہا مین بھی ہون

ہمین گوارا نہین تمکو ناگوار نہین — کبھی تو ہان بھی ہو کہتے یہ بار بار نہین
گل پیادہ برنگ گل بہار نہین — ہوا کے گھوڑے پہ فصل خزان سوار نہین
وہ بات بات مین کرتے ہین بار بار نہین — یہ لطف ہے مجھے ہان کا بھی اعتبار نہین
مدام پیش نظر جام جسم ساقی پر — مری شراب مین کیفیت خمار نہین
خلش یہ ہے کہ نہ لگ جائے داغ وحشت پر — ہمارے آبلۂ پا سے اُنس خار نہین
ہوا ہون تنگ یہ جوش جنون کے ہاتھونسے — کہ بعد مرگ کفن مین نشان کو تار نہین
تمام دشت کا پرکار وار چکر ہے — کسیکے گریۂ وحشت پہ یان مدار نہین
مرے مزار پہ دامن اُٹھا کے چلتے ہو کیون — شہید ناز کی گر خاک سے غبار نہین
الہی دیکھ کے کیون پھر گیا وہ صید افگن — یہ مرغ دل مرا کیا قابل شکار نہین
اصول ما یتمنا پہ جو نہین قادر — خدا کے گھر مین کسیطرح اسکو بار نہین
یہ کیون کہا کہ تجھے خاک مین ملاؤنگا — مری طرف سے اگر آپ کو غبار نہین
کبھی جو دیکھا مرے رنگ زعفرانی کو — تو ہنسکے کہتے ہین یہ رنگ پائدار نہین

خلاف طبع نہ ہو کچھ یہ شرط ہے تنہا
وہ ہم سے جان بھی مانگے تو ناگوار نہین

کب وہ الطاف و کرم کرتے ہین — جور کرتے ہین ستم کرتے ہین
عزم جب سوے حرم کرتے ہین — نیت کوے صنم کرتے ہین

جب وہ شمشیر علم کرتے ہین
سر عشاق قلم کرتے ہین

حاجت زر نہین سودائی کو
داغ یان کار درم کرتے ہین

شدت ضعف سے یہ حال ہوا
سر کو پامال قدم کرتے ہین

تو وہ ساقی ہے کہ شیشہ مے کے
گردن آگے تری خم کرتے ہین

ہم تمہارے لب نازک کی شبیہ
ورق گل پہ رقم کرتے ہین

نہین جانے کا یہ سودا ہرگز
خون ناحق مرا کم کرتے ہین

قیس و فرہاد سے وہ ہوتا ہی نہ تھا
عشق مین تیرے جو ہم کرتے ہین

آہوے بیوجہ سیہ پوش نہین
آج تک قیس کا غم کرتے ہین

کب ترے کوچے کے آنیوالے
یاد گلزار ارم کرتے ہین

فکر کو میرے مضامین بے شک
مالک ملک عدم کرتے ہین

محضر قتل ہمارا تحریر
جوہر تیغ دودم کرتے ہین

کون کہتا ہے کہ بسمل تیرے
شکوۂ درد و الم کرتے ہین

ہم ہین مجبور نہین کچھ مختار
کب خلاف آپکی ہم کرتے ہین

پوچھ لیتے ہین وہ میرا احوال
لطف و الطاف و کرم کرتے ہین

مرض عشق کے بیمارون کی ٹہ
جو دوا کرتے ہین واللہ ستم کرتے ہین

ابر نظرون سے گرا جاتا ہے
یعنی ہم چشم کو نم کرتے ہین

کون مالوف ہو وحشی سے ترے
اُس سے آہو بھی تو رم کرتے ہین

جنبش لب کے دکھا کر اعجاز
بند عیسی کا وہ دم کرتے ہین

غم و درد و الم رنج و فراق
ملکے تنہا پہ ستم کرتے ہین

داغ گل زیب بدن کرتے ہین
ہم یون ہی سیر چمن کرتے ہین

کب ترے کوچے کے کشتۂ ظالم
خواہش گور و کفن کرتے ہین

کشتۂ طرزِ نزاکت جو ہین
رگِ گل تارِ کفن کرتے ہین

کیا سیہ بخت ہین جو کاکل کو
ہمسرِ مشکِ ختن کرتے ہین

بعد مردن بھی نہ آئے ہرگز
عہد کیا عہد شکن کرتے ہین

مژدہ اے خار کہ پھر گھر سے نکل
ہم بھی صحرا مین وطن کرتے ہین

جور سے تیرے نہ اُٹھین گے ہرگز
ہم ابھی ترکِ وطن کرتے ہین

مین تو تنہا یہ ابھی سن لینا
ہند سے قصدِ یمن کرتے ہین

مطبوع تھا لیلے کو نیازِ دلِ مجنون
بیفائدہ ہو جذب پہ نازِ دلِ مجنون

نہ بن جلا نہ کوہ پگھل کر ہوا پانی
سن دیکھ لیا سوز و گدازِ دلِ مجنون

کچھ اُس مین نہ دیکھا کبھی جز صورتِ لیلیٰ
حیران ہون ہے یا آئینہ سازِ دلِ مجنون

کس طرح سے ہو دین سگِ لیلیٰ سے یہ مانوس
آہو بھی تو ہین واقفِ رازِ دلِ مجنون

کر ڈالے ابھی پردۂ ناموس کے ٹکڑے
ظاہر ہو اگر لیلے پہ رازِ دلِ مجنون

لیلیٰ کی خوشی چاہے تو جنگل مین چلی خوان
تو سیکھ لے آہنگِ حجازِ دلِ مجنون

طولِ شبِ فرقت کی نہایت کو تو دیکھو
کوتہ ہوئی اُمید درازِ دلِ مجنون

کھنچتی ہے کہین عشق کی تصویر کسی سے
حیران ہو عبث نقش طرازِ دلِ مجنون

تنہا نہ کہین وادیِ وحشت مین وہ پھرتے
لیلے نہ اُٹھا سکتی جو نازِ دلِ مجنون

تری زلفِ دوتا ہے اور مین ہون
غرض کالی بلا ہے اور مین ہون

جفائے بیوفا ہے اور مین ہون
یہ دردِ لا دوا ہے اور مین ہون

سیہ بختی مین یکتائے زمانہ
تری زلفِ دوتا ہے اور مین ہون

رہے گردش مین ہر ساعت جو نالان
تو سنگِ آسیا ہوا ور مین ہون

بھلا کیونکر نہ نکلے حسرتِ دل
فقط وہ دلربا ہوا ور مین ہون

نہ پہونچے جو کہین مطلب کو اپنے
یہ آہِ نارسا ہوا ور مین ہون

وہ کہتے ہین کہ دیکھو فتنۂ عصر
یہ چشم سرمہ سا ہوا ور مین ہون

بتون کو مہربان کرنا الہیٰ
یہی لب پر دعا ہوا ور مین ہون

دکھائے اشک جو خونِ جگر سے
زمانہ مین حیا ہوا ور مین ہون

جو ایکے آئے کوئے یار مین وہ
سمجھ لون گا صبا ہوا ور مین ہون

لکھا ہے یہ جبین پر تیری تنہا
کسی کا نقشِ پا ہو اور مین ہون

کہو پروانہ آتش زبان کو
لگا مت آگ اپنے دودمان کو

ارادہ کیا ہے جاتے ہو کہان کو
ذری دیکھو تو حال نیم جان کو

عبث نالے سناتی ہے خزان کو
اُٹھا بلبل چمن سے آشیان کو

موے پر بھی نہ سمجھے حیف صد حیف
کدھر آئے تھے جاتے ہین کہان کو

کہان ہے وحشیون کا تیرے مسکن
ترا کوچہ ہی کافی ہے مکان کو

وہی کوچہ ہے اُس قاتل کا قاصد
سنا جس سے تو شور الامان کو

لبِ سوفار پر ہے حال دل کا
مکین سے پوچھ لو حال مکان کو

در و دیوار سے آتی ہے آواز
مین وحشت مین جو جاتا ہون مکان کو

کہان تو اور کہان افسانۂ عشق
نہ لکھ تنہا تو اس رازِ نہان کو

ولہ

کیونکر آئے وہ مسیحا مرے گھر راتونکو
کوئی بیمار کی لیتا ہے خبر راتون کو

چاندنی مین وہ نکل آے اگر راتونکو
دیکھ لین لوگ بہم شمس و قمر راتون کو

بھول جاتے ہین شب ہجر کے صدمے سارے
وصل کی کرتے ہین ہم یاد اگر راتون کو

قبر پر روز رہا آپ کا سرگرم تلاش
ڈھونڈے ڈھنڈ ہے کبھی چل نکلا قمر راتون کو

ڈرتا ہون مین تفس سرد سے اپنے دن کو
نالۂ گرم سے کرتا ہون خطر راتون کو

دل نکل جائے نہ کیون خانۂ تن سے ہر شام
عاشق زلف ہی کرتا ہی سفر راتون کو

میری آنکھون مین نہ کسطرح ہو عالم تاریک
رونق افزا ہوئے وہ غیر کے گھر راتون کو

بارہا صبح سے تا شام مین رویا دن کو
شام سے نالہ کیے تا بہ سحر راتون کو

کشش دل مجھے لے اڑتی ہی بے منت غیر
سد رہ دن کو ہی دیوار نہ در راتون کو

تو بھی دیوانہ ہے تنہا جو سیہ کاری مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہے نالونکا اثر راتون کو

تنگ ہے دشت جنون دیکھ کے عریان ہمکو
دامن دشت بھی ہو چاہئے داماں ہمکو

دیکھنا ابر بہاری سے مقابل ہو کر
کیجو شرمندہ نہ تو دیدۂ گریان ہمکو

رند مشرب ہین ہمین دیر و حرم سے کیا کام
کہتے ہین کس لیے یہ گبر و مسلمان ہمکو

آمد فصل بہاری ہی مبارک ہووے
سیر گلزار تمہین لطف بیابان ہمکو

لعل مین لخت جگر اشک دُر غلطان مین
نذر کو اسکے میسر ہین یہ سامان ہمکو

صفحۂ سادۂ رخسار سے تیرے کافر
صاف آتے ہین نظر معنی قرآن ہمکو

موسم گل ہے ذرا دیکھیو تنہا ہے کدھر
خالی آتا ہے نظر گوشۂ زندان ہمکو

دیکھتے ہین جو ترے رخسار کو
خار و خس سمجھے ہین وہ گلزار کو

شیخ جی ہنستے تھے کیون ابرو کو دیکھ
روئیے اب ریش اور دستار کو

ہون وہ افسردہ کہ گلزار خلیل
جانتا ہون مین عذاب نار کو

ابکی روکے گا جو دربان آپ کا
آئین گے ہم کو دکر دیوار کو

کفر سے اسلام اتنا ہی قریب
سبحہ سے رشتہ ہے جون زنار کو

بوے زلف عنبرین پونہچی نہ رات
غش پہ غش آیا ترے بیمار کو

خط جو نکلا ہے تو نکلے غم نہین
بہر حفظ گل بنایا خار کو

بیخودی مسجد مین ہم کو لے گئی
ورنہ جاتے خانہ خمار کو

ڈھونڈھتے پھرتے ہو تنہا کو کدھر
جاؤ دیکھو کوچہ دلدار کو

مخمس

چڑھے ہین بل پہ سیہ کار دیکھیے کیا ہو
پھر اترے پیچ پہ کفار دیکھیے کیا ہو

بلا کا سامنا ہے یار دیکھیے کیا ہو
کھلے جو طرۂ طرار دیکھیے کیا ہو

ختن تباہ ہوتا تار دیکھیے کیا ہو

جو تیرے چہرے سے خورشید حشر جلتا ہے
تو ابروؤن سے مہ نو بھی جھجک کے چلتا ہے

مسیح ہونٹ چباتا ہے جی دہلتا ہے
تری نگاہ سے افسون کا دم نکلتا ہے

جو دیکھے نرگس بیمار دیکھیے کیا ہو

ترے شہیدون کے مدفن کی بھی ہو شان بڑی
چڑھائین پھولون کی چادر نہین یہ کچھ خوبی

منگاوے بدھیان اپنے گلے کی اتری ہوئین
اسی جہان مین ہے آرزو شہادت کی

کہ یہ گلے کا ترے ہار دیکھیے کیا ہو

پلاکے بادۂ گلرنگ عیش کرتا ہون
جو جی مین آتا ہے میسرہ کر گذرتا ہون

پر ایسی زیست پہ افسوس ہے کہ مرتا ہون — لیے ہین بوسہ تو غفلت مین پڑ پڑتا ہون

ہوا وہ مست جو ہشیار دیکھیے کیا ہو

ہمین تو دل پہ کبھی کچھ نہ اختیار رہا — یونہین ہمیشہ یہ نالان ذلیل و خوار رہا
کبھی نہ آے وہ پر اسکو انتظار رہا — قرار کل نہ کیا تو نے بے قرار رہا

جب آج صاف ہے انکار دیکھیے کیا ہو

بہار آئی ہے بلبل چمن مین چہکا رے — گلون کے کرتے ہین مرغان باغ نظارے
سکونِ وحشتِ دل ہاتھ آگئی بارے — کھجاتے ہین مرے پاؤن کے آبلے سارے

بلا اب اپنی سرِ خار دیکھیے کیا ہو

نہ ٹکڑے جیب کے دو چار رہ گئے باقی — نہ دامن اپنے پھٹا اے یار رہ گئے باقی
یہ جامہ زیبی کے آثار رہ گئے باقی — قبا مین گنتی کے دس تار رہ گئے باقی

یہی جنون ہے تو دستار دیکھیے کیا ہو

ہمین یہ دیر و حرم مین بہت پھرائے گا — قرار ہمکو کبھی ایک جا نہ آئے گا
کہان کہان یہ ہمارا گلا بندھائے گا — بتون کا عشق خدا جانے کیا دکھائے گا

گلے تو پڑ گیا طومار دیکھیے کیا ہو

جو زلف و رخ کا تمہارے ہے رات دن چرچا — تو شہر مصر سے یوسف کرے گا عزم خطا
ہر اک لباط سے اپنے قدم بڑھائے گا — مجھے یہ ڈر ہے نہ بڑھ جائے نرخ سودے کا

نہ جاؤ تم سرِ بازار دیکھیے کیا ہو

عجیب حال ہے کس سے کہین خدا و ندا — یہ ایک دل ہے کرین اسکو کس صنم پہ فدا
کوئی پری کوئی ہوش ہے کوئی حور لقا — چھپاتے پھرتے ہین ہم آگرے مین دل اپنا

گلی گلی ہین طرحدار دیکھیے کیا ہو

کبھی گیا تھا نہ تنہا تو باغ و بستان کو — سو اسکو سنتا ہون تنہا گیا بیابان کو

خراب کرتا ہے دیوانہ پن بھی انسان کو — پری کے عشق مین اک لطف تھا سلیمان کو

کیا ہے حور سے اب پیار دیکھیے کیا ہو

ردیف ہائے ہوز

کبتک دکھائے گا مجھے تیغ جفا کے ہاتھ — قصہ تمام کر کہین قاتل لگا کے ہاتھ

مارا ہے ہمکو آپ نے ہمسر اُٹھا کے ہاتھ — کیون روح کو بھی خوف نہین کرتی لگا کے ہاتھ

ہے دل مین لکھ کے برگ گلِ تر چال دل — اُس نازنین کو بھیجیے بادِ صبا کے ہاتھ

کرتے ہین وہ مصافحہ غیرون سے یا نصیب — بزمِ طرب مین بیٹھکے تم سے اُٹھا کے ہاتھ

ملتا ہون اس لیے کفِ افسوس رات دن — پونچھے ہین دست غیر مین بس دلربا کے ہاتھ

ہردم یہ آپ بولتے رہتے ہین کچھ نہ کچھ — حد سے نکل چلی کمرِ یار پا کے ہاتھ

خواہان آفرین ہے وہ افسوس غیر سے — گردن پہ مری تیغ ستم کا لگا کے ہاتھ

پکڑے نہ کوئی تہمت خون مین یہ خوف ہے — منہدی لگی ہے ہاتھونکو برگِ حنا کے ہاتھ

گم ہو گیا ہے ہاتھون ہی ہاتھون مین دل مرا — دیکھو خدا کے واسطے دزدِ حنا کے ہاتھ

دریا مین غرق پنجۂ مرجان ہے شرم سے — دیکھے ہین کس نے اُس بت نگین ادا کے ہاتھ

دل مین عدو کھا کیے اور سر دُھنا کیے — پاؤن کو اُسکے چومتا جس دم بڑھا کے ہاتھ

رکھ تو دیا ہے سر بتِ قاتل کے ہاتھو پر
ہے آبرو مگر تری تنہا خدا کے ہاتھ

ردیف ی

باغ مین بھی صفتِ بوے صبا ہوتی ہے — آج کیا زلفِ صنم غالیہ سا ہوتی ہے

فائدہ کسلیے کیون اسکی دوا ہوتی ہے — کہین بیمارِ محبت کو شفا ہوتی ہے

دیکھو خمخانہ پہ کیا ابر گھرا آتا ہے
شکر ہے مستون کی مقبول دعا ہوتی ہے

عزم کرتی ہے عبث بام فلک فرسا کا
نارسا مفت مین کیون آہِ رسا ہوتی ہے

نہ تو جیتا ہون نہ مرتا ہون عجب حالت ہی
دیکھکر مجھکو اجل دل بقفا ہوتی ہے

دست رنگین سے ترے آگ لگی سینہ مین
سر دُکھنے ہی کو تاثیر حنا ہوتی ہے

گورِ تاریک مین رہتے ہین ہزارون کالے
عاشق زلفِ صنم ہون یہ سزا ہوتی ہے

خانۂ دلمین وہ آتے ہوئے گھبرائین نہ کیون
روح قالب مین جب آتی ہی خفا ہوتی ہے

سبز بختی وہی رہتی جو نہ لیتے یہ قدم
سُرخ رو شوخ حنائے کفِ پا ہوتی ہے

رنگ جمازہ ہے لیلےٰ کے لیے کوس رحیل
قیس کے زعم مین آوازِ درا ہوتی ہے

ضعف جانے نہین دیتا ہی درِ جانان تک
آرزو اپنی وہان ناصیہ سا ہوتی ہے

فصل گل کی مرے صحرائے جنون مین ہی بپا
جامہ گل کیطرح چاک قبا ہوتی ہے

کم نصیبی کا بیان کیا کرون اللہ اللہ
حسرتِ دیدِ صنم روز سوا ہوتی ہے

نالہ کرتا نہین مین پاس نزاکت ہے مجھے
یار کے گھر کی طرف کی جو ہوا ہوتی ہے

آگے آگے صفِ مژگان ستمگر کی دلا
دیکھیو دیکھیو بچکر یہ ندا ہوتی ہے

سیکڑون فتنۂ خوابیدہ جگا دیتے ہین
آنکھ اُس فتنۂ دوران کی جو وا ہوتی ہے

جستجو مین تری مدت سے ہوا خانہ خراب
روز آبادی نئی مجھ سے سرا ہوتی ہے

اک غزل اور بھی اس بحر مین پڑھیے تنہا
ملتفت آج تو بزمِ شعرا ہوتی ہے

سر سے پاؤن کو روان زلفِ دوتا ہوتی ہے
عرش سے فرش پہ نازل یہ بلا ہوتی ہے

وان تو مشقِ ستم و جور و جفا ہوتی ہے
دل دھڑکتا ہے یہان روح فنا ہوتی ہے

درِ حبیب تجھے وان لے کے پیک صبا ہوتی ہی
انتظاری مین مری جان ہوا ہوتی ہے

تیرے مایوس کو پروا ئے حنا ہوتی ہے
یان حنا سرخیِ رنگِ کفِ پا ہوتی ہے

وہ پری کیا مرے پہلو سے جدا ہوتی ہے
روح گویا قفسِ تن سے جدا ہوتی ہے

اک تری یاد جو اے زلف دوتا ہوتی ہے
شب کو مین ہوتا ہون اور کالی بلا ہوتی ہے

کہتے ہین حضرتِ عیسیٰ بھی دمِ تیغ سے خیر
خاکِ کشتہ کی تری خاکِ شفا ہوتی ہے

ہے تصورِ نگہِ چشمِ سیہ کا مجھکو
جان میری ہدفِ تیرِ بلا ہوتی ہے

جلوۂ حُسنِ صنم دل مین نظر آتا ہے
خانۂ کعبہ مین تائیدِ خدا ہوتی ہے

چھو لیا کرتا ہے تو مارِ سیاہِ کاکل
دلِ سودا سے بلا کی یہ خطا ہوتی ہے

ہے غبار اُنکے بھی دلمین تو صفائی ہوگی
خاک سے آئینہ کو دم مین جلا ہوتی ہے

لذتِ شورِ محبت بھی عجب لذت ہے
ہڈی ہڈی مری مرغوبِ ہما ہوتی ہے

کھو گیا دل مرے پہلو سے تو آباد کرون
ہادیِ گم شدگان صوتِ درا ہوتی ہے

منعقد بزمِ سخن ہو تو سنین وصفِ دہن
دیکھین کس کس سے یہ تفسیر ادا ہوتی ہے

گھر سے بے پردہ نکل آتا ہے جب وہ گلرو
ہر طرف صلِ علیٰ صلِ علیٰ ہوتی ہے

چال چلتے ہو تو ہوتی ہے قیامت برپا
صورِ محشر مجھے گھنگرو کی صدا ہوتی ہے

بے اجل سیکڑون مرجاتے ہین در پر اُسکے
کیا مقدر ہے کہ تبدیلِ قضا ہوتی ہے

ذکر کیجیے تو ذری میرے دلِ غمگین کا
محفلِ عیش ابھی بزمِ عزا ہوتی ہے

تو تو مے پیرِ مغان دیتا ہے تھوڑی تھوڑی
نوجوانون کو بہت حرص لے ہوا ہوتی ہے

شب کو ہے اُسکا تصور تو سحر کو اس کا
مجھکو یادِ خط و رخ صبح و مسا ہوتی ہے

جانتا بھی نہین ابتک تو وہ شوخ کمسن
کس کو کہتے ہین جفا کیسی وفا ہوتی ہے

کب وہ ڈرتا ہے بھلا دشمن سگ سیرت سے
جس پہ تنہا مددِ شیرِ خدا ہوتی ہے

رخنۂ دل کے قرین وہ شوخ پُرفن چاہیے
دیدۂ بیدار اپنا جاے روزن چاہیے

حلقۂ چست قبا سے طوق گردن چاہیے
پاؤن مین زنجیر کی جا تارِ دامن چاہیے

فصل گل ہے اے جنون عریانیِ تن چاہیے
نہ گریبان چاہیے مجھکو نہ دامن چاہیے

مرگیا ہون دیکھ کے مین زلف و روے یار کو
شمعِ تربت شام سی تا صبح روشن چاہیے

کب تلک دیر و حرم مین سر پٹکیے سنگ سے
بیعت پیرِ مغان شیخ و برہمن چاہیے

قیدِ سامان سے ہون وارستہ بیابان مرگ ہون
نہ کفن درکار ہے ہم کو نہ مدفن چاہیے

ہوگیا زندان مرے شورِ جنون سے غمکدہ
خانۂ زنجیر مین اب میرا شیون چاہیے

کہتے ہین لب پر جما کر اپنے مسّی کی دھڑی
تُوامان یون برگ گل سی برگ سوسن چاہیے

شب کو میرے نالے سنکر اور جھنجلا کر کہا
پھر نہ آئے میرے کوچہ مین یہ قدغن چاہیے

ملتے ہو کیون غازہ اپنے چہرۂ پر نور پر
یہ چراغِ طور ہے کیا اسکو روغن چاہیے

ہون سراپا داغ سوزِ ہجر مین اے جنگ جو
نہ زرہ زیبا ہے مجھکو اور نہ جوشن چاہیے

سیر کو آئیگا بلبل باغ مین مہ رشک گل
چادرِ مہتاب پر پھولونکا خرمن چاہیے

دیکھ لیتے ہین جو تن پر داغ کو اے لالہ رو
دل جلونکو تیرے کیا اب سیرِ گلشن چاہیے

بعد مردن ہے خیالِ قامتِ جانان مجھے
مرغِ جان کا شاخِ طوبی پر نشیمن چاہیے

دل کو پھر بیماریِ عشقِ درِ زندان ہوئی
پھر تصدق کے لیے ہیر کی معدن چاہیے

تھی متاعِ جان و دل سو نذرِ جانان کر چکے
اب ہمین کیا خوف ترکِ چشم رہزن چاہیے

کسکو جنت کی ہوس ہی کام ہی دوزخ سی کیا
زیرِ دیوارِ حرم بس میرا مدفن چاہیے

حسن صندل گون سے مجھکو دردِ سر پیدا ہوا
میرے نسخے مین طبیبون تھوڑا چندن چاہیے

دیکھیو رازِ محبت ہے نہ کہنا صاف صاف
یہان دل مضطر زبان نطق الکن چاہیے

تیرِ مژگان سے مشبک ہوگیا سینہ مرا
رحم حالِ زار پر او ناوک افگن چاہیے

توڑتا پھرتا ہی شیشہ میکشون سے چھیڑ ہے
محتسب اس ریش پر تجکو لڑکپن چاہیے

میرا مطلب اور ہے کہتا ہے تو کچھ اور ہے
میرے سمجھانے کو ناصح تجھسا کودن چاہیے

خوبیِ قسمت سے ہو اب کسکا شکوہ کیجیے
دوست سمجھین کسکو کہنا کس کو دشمن چاہیے

میرے صحرا مین مری سرگشتگی پر ہو دلیل
راہ کا سنگِ نشان سنگِ فلاخن چاہیے

حُسن کو در پردہ تھی یہ گفتگو لیلیٰ کے ساتھ
پھرنا اے محمل نشین کب تجکو بن بن چاہیے

جو سُبک روہین کسی پر بار ہوتے ہی نہین
کب بھلا عمرِ روان کو اپنے توسن چاہیے

سوزنِ عیسیٰ سے حاصل یادِ مژگان دل مین ہو
دامنِ زخمِ جگر سینے کو سوزن چاہیے

پہنی ہے اُس سیم تن نے آج زنجیر طلا
زیب گردن تجکو تنہا طوق آہن چاہیے

اے بت خوف خدا کر اس قتلِ عام سے
کیا ظلم ہے کہ ڈرتا نہین انتقام سے

اس مہ جبین نے خلق کو برق حسام سے
دکھلا دیا ہلال سحابِ نیام سے

کھولی جو اُس نے آنکھ ہوا قتل اک جہان
تیغِ نگہ نکلتی ہے پلکے حسام سے

وعدہ تمہارا وعدۂ فردا سے جا ملا
پیغام آیا ملکِ اجل کے پیام سے

جیتا ہون آج تا بہ سحر کیونکہ دیکھیے
درد جگر نے مجھکو ستایا ہے [illegible]

کھانے کو غم ہے پیتے ہین یہ خون دل مدام
کیا غم ہے فاقہ مستون کو ماہ صیام سے

روتا نہین تو ہنستا ہے چل تو غرض ہے یہ
تابوت میرا نکلے ذرا دھوم دھام سے

مہتابی چھوٹتی ہے رُخِ ماہتاب پر
خجلت زدہ ہے کبک تمہارے خرام سے

صیاد جور پیشہ نے شوخی سے بانصیب
پوچھی خبر چمن کی اسیرانِ دام سے

آوازِ دورباش ہے زنجیر کی صدا
وحشی تمہارے پھرتے ہین اس احتشام سے

جا کر چھپا تھا دامنِ صحرا مین کس لیے
مجنون کو کام تھا نہ اگر ننگ نام سے

دل سے ہمارے ذوق اسیری نہین گیا
صیاد اُنس رکھتے ہین ہم تیرے دام سے

پیغامبر خلاف نہ کچھ کھیو اُس سے تو
پرسان حال رہتا ہے وہ خاص و عام سے

ہنستا ہے شیشہ مستون کے حالِ خراب پر
دریا روان ہے آنسوؤن کا چشم جام سے

رنگین بیان دستِ حنائی کی یاد مین
مضمون خون ٹپکتا ہے میرے کلام سے

سف زلیخا پڑھ کے یہ بولا وہ پرغرور — لونڈی کسیکی ہوگی جو آئی غلام سے

حن ستارے ہین سرناخن ہلال ہے — تلوا تمھارا کم نہین ماہ تمام سے

م رقیب لیتے ہو تم بات بات مین — نفرت ہوئی تھی آپکو کیون میرے نام سے

غزش ہو کیونکہ اہل تحمل کو دہر مین — جنبش نہین ہے کوہ کو اپنے مقام سے

ورشید آفتاب لب بام ہو گیا — تمنے دکھایا چہرۂ تابان جو بام سے

بولا لفافۂ خط تنہا کو پڑھ کے وہ
واقف نہین ہین کاتب نامہ کے نام سے

اُسکی باتین ہین نئی وضع جو ہے تازی ہے — غیر پر مجھکو عبث تہمت غمازی ہے

دلمین جو آتا ہے بیساختہ کہدیتا ہون — مجھسے مجذوب کو کب عقل سخن سازی ہے

کسطرح وصل کی اُمید رکھون مین تجھ سے — اے فلک کام ترا تفرقہ اندازی ہے

خندۂ گل کو ہے تشبیہ مرے ہنسنے سے — بلبلون کو مری باتون سے ہم آوازی ہے

عشق بازی نے عجب لطف دکھایا ہمکو — دین و دل ہار چکے نوبت جان بازی ہے

دیکھیے عشق دکھاتا ہے مجھے پھر کیا کیا — اُسکو پھر شغل خود آرائی و طنازی ہے

غیر کہدیتے ہین حال دل مضطر اُسنے
دوست دشمن ہوئے تنہا یہ خداسازی ہے

اُٹھو خدا کے واسطے گوشے نقاب کے — قربان تمھارے ناز کے صدقے حجاب کے

کیون منھ پہ یہ لگاتے ہین دھبے خضاب کے — پھری نہ رنگ لائیگی عہد شباب کے

کمظرف ہین جو بکتے ہین مے پی کے ساقیا — منھ بند اپنا رکھتے ہین شیشے شراب کے

اُس نازنین کے عشق نے کانٹا بنادیا — پاؤن مین جسکے چبھتے ہین پتے گلاب کے

کہتے ہین تیرے چہرۂ تابان کو آفتاب — تار شعاع تار ہین زرین نقاب کے

دھوکا نہ دے تو عشق کی منزل مین زاہدا — رستے بتا کے ہمکو عذاب و ثواب کے

مجنون گیا جو خیمۂ لیلےٰ کے پاس آہ
پائے طلب مین پڑ گئے پھندے طناب کے

سچ تو یہ ہے کہ تھوکے نہ رسوے ہلال پر
بوسے لیے ہون جسنے تمہاری رکاب کے

تارے نہین ہین چرخ پہ اِس برق وش نے شام
پرزے اُڑا دیے ورقِ آفتاب کے

خط سے لفافہ کھل گیا وان حسن یار کا
مشتاق ہم رہے یہان خط کے جواب کے

سنتا ہے کب وہ قصۂ طوفان نوح کو
تنہا نے جوش دیکھے ہین چشم پر آب کے

یاد اُس بت کی مجھکو ہر دم ہے
اے خدا مجھ سے کیون وہ برہم ہے

ہجر مونس ہے رنج ہمدم ہے
ایک مدت سے اب یہ عالم ہے

شیون و نالہ ماتم و غم ہے
روز یان عشرۂ محرم ہے

جس نے دیکھا تجھے وہ بیدم ہے
چشم بد دور اب تو عالم ہے

حسن مین نار و نور قائم ہے
وہ پری ہے کہ ابن آدم ہے

مشق خونریزی اب وہ کرتا ہے
سر کٹانا مجھے مسلم ہے

بام تک اُسکے گر رسائی ہو
ہمکو معراج عرش اعظم ہے

مرض عشق مین دوا اپنی
شربت وصل یار باہم ہے

اُٹھ گیا کون اے خدا یہان سے
گھر مین ترسا کے کس کا ماتم ہے

تنگ مت کر تو ناصحا ہمکو
تیری باتون سے ناک مین دم ہے

کسکی آمد ہے میکدے مین آج
گردن شیشہ خود بخود خم ہے

غیر کا گھر ہے اُسکے گھر کے پاس
خلد کے متصل جہنم ہے

دور ہے چرخ ظلم پرور کا
کون اس غمکدہ مین خورم ہے

دست گستاخ کا نہ پوچھو حال
کچھ یہ واقف ہے کچھ یہ محرم ہے

کیا تردد ہے اے دلِ غمناک
رنج و راحت جہان مین توأم ہے

اے پری مین ہی کچھ نہین تنہا
تیرا دیوانہ ایک عالم ہے

تفتیشِ حالِ بلبلِ نالان ضرور ہے
فصلِ خزان مین عزم گلستان ضرور ہے

تلوؤن مین آبلے ہون تو ہون آبلو نمین خار
فصلِ جنون ہے کچھ سروسامان ضرور ہے

ہنستے ہین آپ مجھکو بھی رونے کا حکم ہو
بجلی کے ساتھ بارشِ باران ضرور ہے

وحشت زدون کو کام نہین ننگ و عار سے
رہتا ہمارا دشت مین عریان ضرور ہے

آتی ہے راہِ کعبہ مین ہر گام پر صدا
اول طوافِ کوچۂ جانان ضرور ہے

مین ناتوان ہون کشتۂ تیرِ نگاہِ یار
تربت پہ میری سایۂ مژگان ضرور ہے

سُنتا رہا مین صبح سے تا شام روزِ وصل
شکرِ شکایتِ شبِ ہجران ضرور ہے

آتش قدم ہین ہم سے نہ تو سر اُٹھائیو
کاوش کچھ ایسی خارِ مغیلان ضرور ہے

مجھکو بھی دیکھ لے نظرِ لطف سے مسیح
دم بھر مریضِ چشم کا درمان ضرور ہے

اک آئینہ ہی تو نہین سکتے مین رہگیا
دیکھا ہی جسنے اُسکو وہ حیران ضرور ہے

طغیانیِ سرشک سمجھاتی ہے یہ مجھے
اک بار اور نوح کا طوفان ضرور ہے

رہنے دو میرے پہلو مین پیکانِ یار کو
مہمان ہے دل سے خاطرِ مہمان ضرور ہے

مصحف سمجھ کے چومتا رخسارِ یار کو
زاہد جو کچھ نہین ہے تو ایمان ضرور ہے

انجامِ کارِ عشق ہے دشوار ہمنشین
البتہ ابتدا مین یہ آسان ضرور ہے

غافل سمجھ کے دیتا ہے مجھکو فریب یار
کیا شیطنت ہی غیر بھی شیطان ضرور ہے

مانی ہے یہ مراد کہ دیکھون مین روے یار
ہر وقت اب تلاوتِ قرآن ضرور ہے

گردن اُٹھا اُٹھا کے تمہین دیکھتا رہا
عاشق تمہارا سروِ گلستان ضرور ہے

خواہانِ وصل رشک پریزاد ہون مجھے
اب احتیاجِ مہرِ سلیمان ضرور ہے

جاتا ہی قہر تھا ترا ظالم یہ کیون کہا
اسوقت پاسِ خاطرِ یاران ضرور ہے

سودائیان زلف کی قسمت مین ناصحا
گلشن اگر نہین ہے تو زندان ضرور ہے

تنہا کو بھولیے نہ کبھی وقت میکشی
بزم طرب مین یاد محبان ضرور ہے

نہ دن ہمارے دل داغدار کے بدلے
نہ دیکھا ہم نے اسے لالہ زار کے بدلے

گلون کے ڈھیر لگے خارزار کے بدلے
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

گمان ہوا مجھے غنچے کا دشت وحشت مین
یہ رنگ خون کف پاے خار کے بدلے

ستم ہے صدمۂ روز فراق ہمکو دیے
لیے فلک نے شب وصل یار کے بدلے

بجاے سیب تو سیب ذقن کو دیکھ لیا
دکھاؤ کچھ مجھے جانان انار کے بدلے

خدا کرے ہدف تیر صید افگن ہو
یہ طائر دل مضطر شکار کے بدلے

گرا جو سر پہ مرے کوہ غم نہ سر کے پانون
سکون ملا ہے مجھے اضطرار کے بدلے

عدو کو کر دیا مختار تم نے محفل مین
یہ جبر مجھ پہ نہ ہو اختیار کے بدلے

پھرا تو بادہ کشو دور ہو صبوحی کا
سرور ہو کہین حاصل خمار کے بدلے

یہی ہے مشق جفاؤ ستم تو سن لینا
وفاؤ مہر کے انداز یار کے بدلے

جو دیکھ لے دل سوزان کو اپنے جل جائے
شرر فشان ہو صنوبر چنار کے بدلے

کدورتون سے تری دل ہمارا صاف ہوا
جلا اس آئینہ مین ہے غبار کے بدلے

اثر دکھائے تلون نے میرے پس مرگ
کہ رنگ سیکڑون اٹھے غبار کے بدلے

مزار عاشق گیسوے عنبرین پہ صبا
اڑے عبیر ہمیشہ غبار کے بدلے

جبین صاف تو کھولو چھپاؤ سبزۂ خط
دکھاؤ آئینہ ہمکو غبار کے بدلے

سر قلم کی صفت سے ہی بید مشک قلم
دوات نافۂ مشک تتار کے بدلے

جنون رہا مجھے تربت مین بھی یہ بعد فنا
کہ سنگ ریزون سے سب گل مزار کے بدلے

ہماری خاک بھی آخر کو سر بلند ہوئی
قدم سمند حنائے نگار کے بدلے

صلاح پیر مغان محتسب یہ ٹھہری ہے | کہ تجھ سے مے وہ کسی بادہ خوار کے بدلے
سجے فلک تری پھولونکی سیج تارون سے | جو لے تو ہالۂ مہتاب ہار کے بدلے
عذاب قبر الٰہی نہووے تنہا کو | عطا ہو وسعت جنت فشار کے بدلے

روبرو کب ترے دلبر ٹھہرے | شمس کیا پیٹھ دکھا کر ٹھہرے
مہر اگر روبرو آکر ٹھہرے | ذرۂ پیش رخ انور ٹھہرے
گر خیال رخ انور ٹھہرے | دل مرا آئینہ کا گھر ٹھہرے
قتل کی اپنے مقرر ٹھہرے | عہد و پیمان سے ستمگر ٹھہرے
بیقراری سے چھٹے دیر و حرم | اب کہان عاشق مضطر ٹھہرے
ہوا ہنگامۂ محشر قائم ہے | دو قدم آپ جو چلکر ٹھہرے
سرخوش بادہ رہین ہم ساقی | دور پیہم سے یہ ساغر ٹھہرے
میرے ساقی کے کف نازک پر | کس طرح دیکھیے ساغر ٹھہرے
ایک ہرجائی ہے چنچل وہ شوخ | اُٹھ کے پھر دیکھیے کیونکر ٹھہرے
وعدۂ وصل کی ٹھہرے کس روز | کون سی شب وہ مرے گھر ٹھہرے
کس طرح دیدۂ تر دیکھین تو | سامنے تیرے سمندر کہ ٹھہرے
کسکے مشتاق ہین کیون گلشن مین | سرو و شمشاد و صنوبر ٹھہرے
کیسا چلتا ہے یہ شور خلخال | ہر قدم شورش محشر ٹھہرے
ضعف سے سر ہے مرا زیر قدم | آبلے پاؤن کے افسر ٹھہرے
اُس پریرو کے ہوا دل مین اثر | میرے اشعار بھی بہتر ٹھہرے
دل پہ در در رہے یا زر ہے | میرے پہلو مین وہ دلبر ٹھہرے
دل ہے مضطر تو جگر ہے بیتاب | مجھکو یہ دونون برابر ٹھہرے
کھل گیا یار گران خاطر ہے | خط مرا لیکے کبوتر ٹھہرے

پرزے کرنا مرے خط کا ٹھہرا
ذبح کرنے کو کبوتر ٹھہرے

صفِ مژگانِ ستمگر کے حضور
قافلے ٹھہرے نہ لشکر ٹھہرے

کیون نہ آنکھون سے نکل آئین سرشک
گھر مین کیا کوکبِ اختر ٹھہرے

دمِ نظارۂ جانان افسوس
آئینہ سدِ سکندر ٹھہرے

کس طرح گوہرِ غلطان نہ کہون
اشک کب نوکِ مژہ پر ٹھہرے

میری گردن سے اُچٹ جاتی ہی تیغ
حلق پر ٹھہرے تو خنجر ٹھہرے

مین وہ عریان ہون ہوا ہو کہ نہو
میری تربت پہ نہ چادر ٹھہرے

بیکسون پر نہ کیا آپنے رحم
پاس تنہا کے نہ دم بھر ٹھہرے

سر تیرِ نگہ ادھر کیجیے
امتحان دل و جگر کیجیے

دقتین شعر مین اگر کیجیے
وصف باریکی کمر کیجیے

کون سی شب ہے وصل رشکِ قمر
کوکبِ بخت پر نظر کیجیے

کھل گیا رازِ عشق ضبط ہی کیون
لب تو ہین خشک چشم تر کیجیے

کسکے سننے مین ہے خدا وندا
کیون عبث آہ بے اثر کیجیے

کیسی حسرت سے تمکو تکتا ہے
رخ ذری جانبِ قمر کیجیے

نہ کھدے گا نگین پہ نام میرا
بس یہی نقش کالحجر کیجیے

بعد مدت پھرے ہین دن اپنے
رات کی راتیان بسر کیجیے

رخ سے سرکایئے ذری گیسو
شام کو ہمسر سحر کیجیے

پانون پڑنے کا ڈھونڈھیے حیلہ
اور یہی اپنا دردِ سر کیجیے

لکھا قسمت کا ٹل نہین سکتا
قطع اُمید نامہ بر کیجیے

تجھ مین رخنہ نکالین دشمن طبع
وصف دندان جواگہر کیجیے

ذکر اغیار کو نہ کیجیے طول — قصہ اب ہو گا مختصر کیجیے

بن سے گلشن مین چلکے غنچون پر — آج بلبل کو نوحہ گر کیجیے

ایک مدت تلک رہا مجبور — اب تو مختار خیر و شر کیجیے

ٹھہرا عشقِ بتان اگر معیوب — زاہدو کونسا ہنر کیجیے

درِ دلدار جو چھڑاتے ہین — کسطرح اُن سے درگذر کیجیے

دل مین ٹھہری ہے اب یہی تنہا — اکبر آباد سے سفر کیجیے

بیٹھے ہی رہیے عنایت کیجیے — اُٹھ کے برپا نہ قیامت کیجیے

کیون عبث شکوۂ قسمت کیجیے — جو ملا اُس پر قناعت کیجیے

آہ و نالہ کی نہ عادت کیجیے — ضبط فریاد کی کثرت کیجیے

خواہش جوشش وحشت کیجیے — چاک دامانِ قیامت کیجیے

یار کی کس سے شکایت کیجیے — صبر اور شکر کی عادت کیجیے

دل مین ہے ذکرِ قیامت کیجیے — یعنی وصفِ قد و قامت کیجیے

دخترِ رز سے نہ ملت کیجیے — پاس ناموس شریعت کیجیے

شکل اُس آئینہ رو کی دکھلائے — ایسی پیدا کوئی صورت کیجیے

شربتِ وصل میسر ہی نہین — کب علاجِ تپِ فرقت کیجیے

آبرو بعد فنا رکھ لیجیے — نعش پر آئیے رقت کیجیے

قبر ہے داغ جگر سے روشن — گل چراغ سر تربت کیجیے

ہمصفیرانِ چمن کیا بھولین — یاد کیون کر نہ وہ صحبت کیجیے

ہے اگر عزم طواف کعبہ — بت و بت خانہ پہ لعنت کیجیے

صفتِ موے کمر کیون لکھیے — شعر مین کاہے کو دقت کیجیے

صاف ہو جائیے آپ اب ہمسے
دل سے دور اپنے کدورت کیجیے

مغبچو تاک کا لیجیے شجرہ
پیرِ مے خانہ سے بیعت کیجیے

ایک عالم ہے تمہارا مشتاق
دو گھڑی وا درِ دولت کیجیے

باغ مین گل کی ہنسی ہنسیئے آپ
آج بلبل سے ظرافت کیجیے

بخت بد روز ازل سے ہے لقب
کیا بھلا شکوۂ قسمت کیجیے

دیکھیے روے کتابی کیونکر
کیونکہ قرآن کی تلاوت کیجیے

دل تو موجود ہے اسکو لیجیے
آپ حاضر ہے نہ حجت کیجیے

دوسرا کون ہے ملتا تنہا
دل مین جو آئے وہ حضرت کیجیے

ہے وفا یہ کہ تو جفا نہ کرے
ہے جفا یہ کہ تو وفا نہ کرے

کوئی آئے نہ پیش چشم بیان
دیکھیو دیکھیو خدا نہ کرے

ناصحا کون پوچھے بات تری
نام اُس کا جو تو لیا نہ کرے

ناتوانی سے اپنی ڈرتا ہون
مجھکو منت کشِ ہوا نہ کرے

بد دماغی سے تیری نکہتِ گل
عزم ہمراہی صبا نہ کرے

تیرے نالہ اُڑائین عرش برین
گو اثرِ آہِ نارسا نہ کرے

منحصر مرگ پر ہے اپنا وصال
اب مسیحا مری دوا نہ کرے

سیکھو گر طرزِ گریۂ شبنم سے
بلبلو تم یہ گل ہنسا نہ کرے

غمزہ کیا ناز کسکو کہتے ہین
ہے ادا یہ کہ تو ادا نہ کرے

میرا رشکِ مسیح ہے بیدرد
اس کو کچھ درد ہو تو کیا نہ کرے

وہ بگڑتے ہین منھ بناتے ہین
بات بگڑے کہین خدا نہ کرے

کیا خرابی ہے سب یہ کہتے ہین
خانۂ دل حسد اپنا نہ کرے

خاکساروں مین مرتبہ ہے بلند — ہمسری مجھ سے نقش پا نہ کرے

دیکھے تنہا جو کعبۂ ابرو
سجدۂ شکر کیون ادا نہ کرے

حسنِ جہان فریب کو تشہیر چاہیے — بھجوانا جابجا تری تصویر چاہیے

اچھا ہوا جو منھ پہ ترے خط ہوا نمود — مصحف جو ہووے سادہ تو تحریر چاہیے

ہووے تو ہو یہ نالۂ شبگیر نارسا — لیکن دعاے صبح مین تاثیر چاہیے

پیغامبر جو وقتِ سخن پائے تو تو پھر — باتون مین لگ چلو وہی تقریر چاہیے

کیا ظلم ہے کہ کہتے ہین وہ مجکو دیکھکر — تقصیر ہو نہ ہو اسے تعزیر چاہیے

دیوانہ اُس پری کا خدا ہی نے کردیا — تعلیم مجھکو اب فنِ تسخیر چاہیے

وحشی ہی ناتوان ہو نہین فکرِ بود و باش
تنہا کو ایک خانۂ زنجیر چاہیے

دیکھتا کب ہے سیمبر کوئی — خاک دکھلائے انکو زر کوئی

تجھ سا آئے نہ یان نظر کوئی — دیکھے سارا جہان اگر کوئی

تجھ پہ کسدن کیا نہ جیب کو چاک — روبرو تو کہے سحر کوئی

خوب ہم موشگافیان کرتے — نظر آئے اگر کمر کوئی

خوفِ افشاے راز ہے ورنہ — بند کرتا ہے چشمِ تر کوئی

نور آتا ہے آج زندان مین — حال پرسان ہو اگر کوئی

خارشِ پا دکھائیگی صحرا — ہوگا درپیش اب سفر کوئی

اثرِ جوششِ بہار نہ پوچھ — بے گلِ تر نہین شجر کوئی

ایک دو تین چار کیا وان سے — نہ پھرا جاکے نامہ بر کوئی

قصہ ہاے درازیِ شبِ ہجر — صبح کرتا تھا مختصر کوئی

زلف تیرہ درون ہے کالی بلا
کیون چڑھاتا ہے اسکو سر کوئی

دل ہے مضطر جگر پہ صدمہ ہے
دل کو اب تھامے یا جگر کوئی

رات سونے دیا نہ اُسنے ہمین
مثل **تنہا** تھا نوحہ گر کوئی

بوسۂ لب سے سرور مے گلگون ہو جائے
چوم لون خال تو کیفیت افسون ہو جائے

مین وہ گریان ہون کہ طوفان مرے چشمون کے
رشک یہانتک ہو سمندر کو کہ جیحون ہو جائے

سے ہی مطرب ہے لب جو ہی چمن ہو ساقی
تو اگر آئے تو خوش خاطر محزون ہو جائے

یاد آئین جو کسی کے دُرِ دندان تو ابھی
گوہر اشک سے پُر دامنِ ہامون ہو جائے

چھیڑ کر زلف سیہ فام کو پچھتائے کوئی
ہان مگر یاد جسے سانپ کا افسون ہو جائے

وہ پریزاد ہے مانوس ہو کیون انسان سے
کوئی دیوانہ بنے یا کوئی مجنون ہو جائے

ضعف یان تک ہے کہ ہر جنبشِ پا پر میرا
رنگ تغییر ہو یا حال دگرگون ہو جائے

ہر گھڑی تمکو ترقی و تنزل ہے نصیب
درد سر کم ہو تو دردِ جگر افزون ہو جائے

روئیے یاد مین سلک دُرِ دندان کے اگر
اشک جو آنکھ سے نکلے دُرِ مکنون ہو جائے

وحشیانہ ہو وہ مانوس غزالِ صحرا
چشم فتان کا تری جو کوئی مفتون ہو جائے

میکشی سے ہے اگر ربط تو پھر ضبط ہی کیون
یان تلک پیجے کہ خالی خم گردون ہو جائے

حور کہتے ہین تجھے کوچہ ہے تیرا جنت
جنتی ہو جو ترے کوچہ مین مدفون ہو جائے

رشک مہ تو ہے لطافت مین ترے چہرے کا عکس
کیا تعجب ہے کہ داغِ دل مجنون ہو جائے

عاشقِ قامتِ موزونِ پری پیکر ہون
کیون نہ ہر بات مری مصرعۂ موزون ہو جائے

اسفلو خاک مین دولت کو چھپائے کیون ہو
رفتہ رفتہ نہ کہین یہ زر قارون ہو جائے

سیرِ کیفیتِ عالم ہے تو خمخانہ مین سے ہے
بیٹھے جو آکے یہان خم مین فلاطون ہو جائے

معنیِ لفظ ہے شعرون مین نہین ہین **تنہا**

ذوق غالب ہو جو مومن پہ تو ممنون ہوجائے

پری کو دیکھا نہ خوش آئی شکلِ حورِ مجھے
یہ غصہ کیون ہے بتاؤ مرا قصور مجھے

کہا جو یار نے پاس آکے دُور دُور مجھے
دماغ عرش پہ پہونچا ہوا غرور مجھے

ہوا ہے داغ کے پرتو سے عاشقون مین فروغ
ضیائے مہر سے حاصل ہوا ہی نور مجھے

وطن تھا رشکِ چمن آسمان نے پھینکدیا
بسانِ سبزۂ بیگانہ کتنی دور مجھے

خفا ہو پردہ مین چھپنا ترا قیامت ہے
ظہورِ حشر ہے ظالم ترا ظہور مجھے

غذائے نان دل پر داغ سے میسر ہے
ملا ہے سینۂ سوزان سی اک تنور مجھے

بسانِ نقش قدم مین قدم قدم پہ ہون ساتھ
سمجھیے دور مین کس راہ مین حضور مجھے

لگادے اب خم بے منھ سے میرے اے ساقی
کہ دورِ جام سے ہوتا نہین سرور مجھے

وہ بادہ کش ہون کہ گر خم کا خم چڑھا جاؤن
بغیر صحبت ساقی نہو سرور مجھے

گلیم بخت سیہ تاج سر سمجھتا ہون
فلک نہ دے تو نہ دے قاقم و سمور مجھے

شراب ناب کو مین آفتاب کہتا تھا
بجائے ماہ ملے ساغر بلور مجھے

روان ہے خون مری آنکھون سے اشک کے بدلے
جگر مین پھر نظر آتا ہی کچھ فتور مجھے

نکال تو بھی بس اب بحرِ غم سے اے ساقی
بغیر کشتیِ مے کب ہوا عبور مجھے

قلم کیا مرا سر شکلِ شیشہ قاتل نے
کیا ہے سنگ جوادث نے چور چور مجھے

نگہ سے خنجرِ مژگان سے تیغ ابرو سے
وہ قتل کرنے کو کہتے ہین گھور گھور مجھے

نہ دے تو اب مجھے تکلیف بیکسی تنہا
سرورِ یار سے حاصل ہوا سرور مجھے

شکر کیجیے گر پڑین راہ خدا مین آبلے
دانۂ تسبیح سے بہتر ہین پا مین آبلے

ہوگیا ہون دشت مین بھی غرقۂ گرداب مین
جب کبھی ٹوٹے ہین میرے نقش پا مین آبلے

رحمت حق پردہ پوش جرم میخواران ہو آج
ابر آیا دامنِ بادِ صبا مین آبلے

ہے سراپا زخم میرا یہ تنِ زار و نزار
داغِ سودا سر مین ہے وحشت سے پا مین آبلے

ضبط آہِ آتشین اب مجھ سے ہو سکتا نہین
پڑ گئے میرے دل پر مدعا مین آبلے

پھرتے پھرتے جب بساطِ دل پہ رکھا تھا قدم
آبرو سے در سے تھے موجِ بوریا مین آبلے

رشکِ بحر و بر ہمارا گوشۂ عزلت سے بنے
پاؤن کے پھوٹین اگر وحشت سرا مین آبلے

انطفائے سوزشِ دل کی اگر مانگون دعا
کیا تعجب ہے کہ ہون دستِ دعا مین آبلے

پھونکتا ہے بلبلے صابون کے کب منہ مین وہ
آتشِ یاقوتِ لب سے ہین ہوا مین آبلے

آب و رنگِ لعل و گوہر پانی پانی ہو رہے
سرخ ہون اپنے اگر رنگِ حنا مین آبلے

دار پر کھنچوائین خارِ دشت کو یہ کاوشین
جائین فریادی اگر دار القضا مین آبلے

بے سبب شیشہ پہ کچھ آئینہ خانہ مین نہین
منتقل ہین اس دلِ حیرت فزا مین آبلے

سینہ کوبی کرتے کرتے پھرتے پھرتے دشت مین
پڑ گئے تنہا ہمارے دست و پا مین آبلے

غیرون سے نہ کر ربط یہ صحبت نہین اچھی
دشمن سے مری جان محبت نہین اچھی

چلمن سے یہ نظارہ کی عادت نہین اچھی
درپردہ رقیبون پہ عنایت نہین اچھی

چندے پس دیوارِ صنم کیجیے گذارا
اب کوہ و بیابان مین سکونت نہین اچھی

کیون درپئے آزار ہی رہتے ہو ہمیشہ
عاشق سے تمھین اپنے عداوت نہین اچھی

بے عیب ہے اک ذاتِ خدا ورنہ بتو نکی
صورت ہے اگر خوب تو سیرت نہین اچھی

بیوجہ تو اے آئینہ رو اہلِ صفا سے
رہتا ہے مکدر یہ کدورت نہین اچھی

کیا پوچھتے ہو مجھ سے تم اے حضرتِ عیسیٰ
بیمارِ محبت ہون طبیعت نہین اچھی

کہنا مرا مانو نہ ملو ہاتھون سے مہندی
ڈرتے نہین کیون خون کی تہمت نہین اچھی

مجھکو نہین انکار ترے ظلم و جفا سے
پر یاد رہے ظلم کی عادت نہین اچھی

جاتی ہے کہان آہِ شرر بار کے ہمراہ
اے جانِ حزین اسکی رفاقت نہین اچھی

للہ نہ کہو تو کہ بتون سے نہ ملا کرے
خاموش ہو ناصح یہ نصیحت نہین اچھی

چمکاتی ہے کیون تو دل مضطر کو تڑپ کر
اے برقِ طپان ایسی شرارت نہین اچھی

آلودہ نہ کر خون مین قاتل کو تڑپ کرے
اے شوقِ شہادت یہ شہادت نہین اچھی

مستون کو عبث چھیڑتے ہو شیخ جی صاحب
تکلیف عبادت انھین حضرت نہین اچھی

کیون آگ لگا دی مرے کاشانۂ دل مین
آہِ شرر افشان یہ شرارت نہین اچھی

سُنکر مجھے بیمار یہ بولا وہ ستمگر
مرجانے دو ایسے کی عیادت نہین اچھی

پیتا نہین زاہد تو یہ کہتا ہے تو کیونکر
تلخی مئے ناب مین لذت نہین اچھی

صد شکر یہ آتی ہے لبِ زخم سے آواز
بسمل تجھے قاتل کی شکایت نہین اچھی

کب کہتا ہون مین غیرون سے ہم بزم ہوئے آپ
شرماتے ہو کیون اتنی خجالت نہین اچھی

رہتا ہے مزاج آپ کا گر عرش برین پر
اس خاک نشین سے تمہین نخوت نہین اچھی

ہو سایہ فگن مثل ہما اہل جہان پر
عنقا کی طرح خلق سے عزلت نہین اچھی

قائل ہی ہر اک اسکی نحوست کا جہان مین
اس گنبد گردون کی عمارت نہین اچھی

اک رتبہ ہی یان اسفل و اعلی کا لحد مین
اے شاہ گدا سے تجھے نفرت نہین اچھی

ہے گوشۂ عزلت مین حسینون کا تصور
تنہا تجھے وحدت مین یہ کثرت نہین اچھی

چندے یونہین رہی جو تلاش کمر مجھے
کرنا پڑے گا ملک عدم کا سفر مجھے

دکھلائے گا کبھی نہ کبھی تیرا گھر مجھے
پھرتا ہے شوقِ دید لیے دربدر مجھے

آخر دکھایا نالے نے یارب اثر مجھے
بیچین کر دیا اُدھر اسکو ادھر مجھے

یونہین رہا جو شام سے دردِ جگر مجھے
کیونکر شبِ فراق کی ہو گی سحر مجھے

پھر انتظارِ خط نہ رہے اس قدر مجھے
لیجائے اپنے ساتھ اگر نامہ بر مجھے

کس بادہ کش کی لگ گئی ساقی نظر مجھے
اک بیخودی سی رہتی ہے دو دو پہر مجھے

بے برگ ہی رہا چمنستان دہر مین
کہتے ہین لوگ فصلِ خزان کا ثمر مجھے

سرگشتگی مین نالۂ آتش فشان نے آہ
سنگِ فسان کی طرح دکھائے شرر مجھے

اب مین نے اپنے دل پہ کیا جبر اختیار
بگڑو بناؤ خنجر گوارا ہے شر مجھے

ان خوش قدون نے محرمِ رازِ نہان کیا
یعنی دکھائے سروِ سہی مین ثمر مجھے

گلشن مین گل کو حکم ہے اُس شاہِ حسن کا
نذرین دکھائین ہاتھ مین رکھ رکھکے زر مجھے

رہتا ہے محوِ زلف و رخِ یار رات دن
آتے نہین نظر کبھی شام و سحر مجھے

محوِ جمال ہون نہین تمیزِ وصل و ہجر
نہ اُس سے فائدہ ہے نہ اس سے ضرر مجھے

زاہد تو وصفِ خلد نکر میرے سامنے
پھر یاد آنہ جائے کہین اُس کا گھر مجھے

ارض و سما ولاتہ و بالا نہ ہو کہین
رہتا ہے اشک و آہ سے اپنے خطر مجھے

عالم ہے غرق آب مرے جوشِ اشک سے
طوفان دکھا رہی ہے مری چشمِ تر مجھے

تنہا مین طولِ حالِ شبِ ہجر کیا کہون
اک روزِ حشر بھی تو ملا مختصر مجھے

دلکو بتون کے جور کا خوگر بنائیے
صدمے اُٹھا کے شیشہ کو پتھر بنائیے

تحریر کیجیے صفتِ روئے رشکِ ماہ
تارِ شعاعِ مہر سے مسطر بنائیے

شیرین دہن ہو شیرین کلامی ضرور ہے
تنگ شکر کو قند مکرر بنائیے

جنت کی سیر کیجیے صحرا کو چھوڑیئے
گھر اپنا اُسکے گھر کے برابر بنائیے

آئینہ خانہ مین بھی تو لیجائیے اپنے ساتھ
حیران بنائیے مجھے ششدر بنائیے

جامِ شراب ٹوٹے اگر اسکے ہاتھ سے
سر محتسب کا توڑیے ساغر بنائیے

آئینہ رکھیے روئے مصفا کے سامنے
بہرِ رقیب سدِ سکندر بنائیے

بھولے نہ شب کو کوچۂ گیسو کی راہ دل
آہِ رسا سے صبح کو رہبر بنائیے

موسیٰ کے معجزے مین سرِ مو نہ فرق ہو
گیسو کو طول دیجیے اژدر بنائیے

پہونچے کبھی دعائے سحر تا درِ قبول
نالون سے قصرِ چرخ مین اک در بنائیے

دزدِ حنا سے حال کفِ یار پوچھیے
رہزن جو ہاتھ آوے تو رہبر بنائیے

شاہ و گدا سے کہتے ہین یہ تیری خاکسار
نقشِ قدم کو یار کے افسر بنائیے

دل دیکے چاہتا ہون کہ اب سر بھی دیجیے
دلبر بنا کے اُسکو ستمگر بنائیے

پھر آج یادِ گوہرِ دندان مین روئیے
پھر قطرہ ہاے اشک کو گوہر بنائیے

دلمین غبار رکھیئے نہ تنہا سے اسقدر
آئینہ کو نہ آپ مکدر بنائیے

خبر یہ کل مجھے ناقوس کی صدا نے دی
بتون کو دولتِ حسن و ادا خدا نے دی

اُڑایا کوچۂ جانان سے جانکر تنکا
تنِ نزار کو تکلیف یہ صبا نے دی

مزا اٹھا درد محبت کا اے ہما جس مین
وہ استخوان سگِ جانان کو کیون کھانے دی

ہمارے نالون سے ہو آج کل اُسے صدمہ
فغان کی داد اگر دی تو بس درا نے دی

سوائے آہ و فغان کیا گناہ مین نے کیا
دعاے بد مجھے کیون شب کو پارسا نے دی

بسانِ حرفِ نگین سرنگون حریف ہوئے
انگوٹھی اپنی جو کل مجھکو دلربا نے دی

سحر تلک وہ نکلتا ہے گھر سے گھبرا کر
مجھے نوید یہ شب نالۂ رسا نے دی

علاج کرتے ہین ناحق طبیب تنہا کا
شفا مریضِ محبت کو کب دوا نے دی

ربط ہے نالون کا ضبطِ آہ اخگر بار بھی
دل مرا بلبل بھی اور مرغِ آتش خوار بھی

زلف کا سودا ہے عشقِ خط سبز یار بھی
ساتھ ہے داغِ جنون کے مرہمِ زنگار بھی

چھوڑکر میرا دلِ پرداغ جاتا ہو کہان
لطف سیرِ باغ ہو یان دیکھیے گلزار بھی

کر تو اسے خورشید رو ہنگامۂ محشر بپا
قد قیامت ہے ترا چلکر دکھا رفتار بھی

مین تو حالِ زار پر کہتا ہون اپنے یا نصیب
دیکھکر روتے ہین مجھکو یار بھی اغیار بھی

کس طرح دیکھون الٰہی اُس گل محبوب کو
بند جو رکھتا ہوا پنا روزن دیوار بھی

کچھ فقط گل ہی نہین شرمندہ روے یار سے
ہی خجل آنکھون سے اُسکے نرگس بیمار بھی

باتون ہی باتون مین کہدیتا ہون اپنا حالِ دل
روز پڑھ آتا ہون اُسکے سامنے اشعار بھی

ہے تلاشِ خنجر و شمشیر تم کو کس لیے
قتل عاشق کو ہی کافی ابروے خمدار بھی

اے صبا جاتی تو ہے لیچل تو کوے یار تک
دوش پر اپنے اُٹھا کر میرا جسم زار بھی

چہرۂ تابان تمہارا ہے چراغ طور اگر
شکل موسیٰ محو ہے یہ طالبِ دیدار بھی

اہلِ دنیا سب کے سب ہین بندہ ہاے حرص و آز
ہم نے دیکھے ہین گدا اور مردمِ زردار بھی

ہے عُلوِ رتبہ ہر حالت مین نیکو نکو نصیب
نردبانِ چرخ عیسیٰ کیلیے تھی دار بھی

کوئی مجنون اور کوئی فرہاد کہتا ہی مجھے
روز دکھلاتی ہی وحشت دشت بھی کہسار بھی

گل کو رُخ سے خار کو مژگان سی کچھ نسبت نہین
اے جنون دیکھا چمن بھی وادی پرخار بھی

چاندنی مین رات کو بالاے سر اپنے پری
دیو کا سایہ بنا تھا سایۂ دیوار بھی

ترک چشم یار ہے کچھ رہزنِ عالم نہین
ہے بلاے جانِ عاشق طرۂ طرار بھی

دل کہین لگتا نہین کیا کیجیے اے جوش جنون
کوہ و صحرا کو بھی دیکھا کوچہ و بازار بھی

گرمیِ بازارِ حسنِ خود فروشان دیکھکر
دیکھتا رہتا ہے ایدل مصر کا بازار بھی

رشتۂ زنار سے اُلفت ہے جون تسبیح کو
دانہ ہاے سبحہ سے مربوط ہے زنار بھی

سیکڑون لاکھون ادائین ہین پہ مین تیرے جانثار
گالیان دیتے کبھی مجھکو جو تم دوچار بھی

تیس دن آٹھون پہر دن رات وا رہتی لگا
روزن دیوار بھی یان دیدۂ بیدار بھی

کون کہتا ہے کہ ہے اقرار ہی مین بس مزہ
لطف سے خالی نہین ہی آپ کا انکار بھی

بول اُٹھتا تھا لڑائی مین وہ شدت سے کبھی
صلح مین کر بیٹھتا ہی تم سے اب تکرار بھی

ہے کفِ دستِ مصفا ماہ سے بہتر اگر
کم نہین خورشید تابان سے ترا رخسار بھی

مژدہ اے رندان میکش آج پھر بیکر شراب
دے گیا پیرِ مغان کو محتسب دستار بھی

چشم مست یار ہے محراب ابرو کے تلے
عین مسجد مین بنا ہے خانۂ خمار بھی

مے کدہ مین محتسب آئے تو ساقی سیر ہو
اسکو بھی چسکا لگے مشہور ہو خونخوار بھی

خوف کیا ہی مجکو تنہا میرے حامی روز حشر
احمد مختار ہون گے حیدر کرار بھی

ہے پیش نظر چشم ستمگر کئی دن سے
رکھا ہے مرے سامنے ساغر کئی دن سے

پہلو مین ٹھہرتا نہین دم بھر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

ہین تحت جگر نوک مژہ پر کئی دن سے
خون ہوتا ہی اس صف مین برابر کئی دن سے

تنہا نہین کچھ صدمے جگر پر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

کھلتی ہے وہان جعد معنبر کئی دن سے
یان شامہ ہوتا ہے معطر کئی دن سے

ملتا ہی نہین مجھسے وہ دلبر کئی دن سے
جاتا ہے کہین شب کو مقرر کئی دن سے

دکھلاتے ہین وہ روے منور کئی دن سے
چمکا ہے مرے بخت کا اختر کئی دن سے

پھرتا ہے لیے خط کو کبوتر کئی دن سے
برگشتہ ہے کیا اپنا مقدر کئی دن سے

اے درد جگر تو بھی عیادت کو نہ آیا
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

افسوس کہ سمجھا پس مردن وہ ستمگر
آتا ہے مری قبر پر اکثر کئی دن سے

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارہ
کیون آپ لیے پھرتے ہین خنجر کئی دن سے

تخفیف ہوئی درد جگر کو تو ہوا کیا
ہے درد مرے دلمین برابر کئی دن سے

کیا فصل بہاری مین خزان کا ہی تصور
کیون چپ ہے تو اے بلبل مضطر کئی دن سے

کس طرح ادا شکر شکایت ہو خدایا
ملتا ہی نہین وہ بت کافر کئی دن سے

سیر شب مہ مرقد بلبل پہ تو دیکھو
ہے صحن چمن پھولونکی چادر کئی دن سے

روشن ہوا عالم مین مرا سوز جگر بھی
ہر روز جلا کرتا ہے بستر کئی دن سے

لاغر کیا کس درجہ ترے غم نے پری رو
رہتا ہون مین اب دوش ہوا پر کئی دن سے

بلبل کو ہے اب مشغلۂ آہ شرربار ہے فصل خزان چلتی ہو صرصر کئی دن سے
سودائیون کو آئی خبر موسم گل کی چڑھتے ہین مری قبر پہ پتھر کئی دن سے
ہر صبح کو کہتا ہون کہ ہے آج شب وصل راتون کو مگر گنتا ہون اختر کئی دن سے
لے لیتا ہون بوسہ لب شیرین کے مکرر مطبوع نہین قند مکرر کئی دن سے
گذرا ہے کوئی گور غریبان سے مقرر رہتا ہے مری خاک کو چکر کئی دن سے
ہے شوق شہادت مجھے حاضر ہے یہ گردن کیون لکھتے ہین وہ قتل کا محضر کئی دن سے
سمجھے ہین پری چہرہ کو خورشید قیامت عالم مین ہے ہنگامۂ محشر کئی دن سے
طوفان سا طوفان ہے اے دیدۂ خونبار پیاسا ہے مرے خون کا سمندر کئی دن سے
اغیار نے بہکایا نہین تم کو تو صاحب کیون آپ بگڑ جاتے ہین تنکر کئی دن سے
ہے مجھکو خیال مژۂ یار چبھا جو چبھتا ہے مرے سینہ مین نشتر کئی دن سے
غش آتا ہے اک روز مین سو مرتبہ مجھکو جلتا ہون خدا جانے مین کیونکر کئی دن سے

صد شکر کہ وہ آئینہ رو کہتا ہی تنہا
کیا تجھکو ہوا کیون ہے مکدر کئی دن سے

پس از مردن دلا کیا چاہیے توقیر مٹی کی بنے سنگین لحد یا قبر ہو تعمیر مٹی کی
جو صورت گر بناتا ہے مری تصویر مٹی کی بنا لیتا ہے پہلے طوق اور زنجیر مٹی کی
جوان ہے کیون نہ رکھے ہاتھ مین اب تیغ ملتانی لیے پھرتا تھا طفلی مین بھی وہ شمشیر مٹی کی
خیال دُر وہی رہتا ہی میرے دلمین اے ساقی نظر آتی ہے اس شیشہ مین اک تحریر مٹی کی
بتون کے نقش پا کو ایک عالم سجدہ گہ سمجھے بڑھائی ہے خدا نے کسقدر توقیر مٹی کی
بہ زور ضعف وحشت ہے کہ سر زیر قدم پہونچا گلی مین خط نقش پا ہوئی زنجیر مٹی کی
خراب آباد عالم جائے طوفان خیز ہے منعم سر سیل فنا کرتا ہے کیون تعمیر مٹی کی
سر محفل گلوے شمع تو نے کاٹ کر ظالم نشاط خاطر پروانہ ای گلگیر مٹی کی

مکدر کرکے اُسنے پارۂ دل کو کیا کشتہ
بنائی میرے سیم اندام نے اکسیر مٹی کی

عیان ہین معنی کنت ترابًا میرے دیوان سے
بنائے خاکساری ہے کہ ہے تفسیر مٹی کی

نکالو پنبۂ غفلت جو گوش ہوش سے اپنے
لب گورِ غریبان سے سنو تقریر مٹی کی

چھپایا کوکب اقبال کو خاکِ مذلت مین
ہمارے بخت بد نے خواہش تقدیر مٹی کی

پس مردن بھی چکر پاؤن سے میری نہین جاتا
بگولے کی طرح پھرتے ہے یہی تدبیر مٹی کی

ہوئے ہین خاک کے پتلے تو کیا کیا گرم خو پیدا
طبیبو سر و کیون کہتے ہو تم تاثیر مٹی کی

وضو کی جا تیمم خاک سے کرتے ہین معذور و
بجا ہے خاکساری بھی یہ ہے توقیر مٹی کی

یہ ہے پر خوف تنہا تجھ سوا ان رو زوغن ای قاتل
ابھی مر جائے دکھلائے جو تو شمشیر مٹی کی

بے پردہ آؤ عاشقِ شیدا کے سامنے
پردہ پڑا ہے چشم تمنا کے سامنے

بلوائیے نہ انجمن غیر مین مجھے
رسوا نہ کیجیے مجھے اعدا کے سامنے

چشم خرد جو کور نہووے تو ہر طرف
جلوہ ہے اُسکا دیدۂ بینا کے سامنے

حیرت سے دیکھنے لگے آنکھونکو پھاڑکے
آہو تمہارے نرگس شہلا کے سامنے

جس طرح پتلی رہتی ہے ہر دم حضور چشم
لیلیٰ ہے قیس بادیہ پیما کے سامنے

دم بند اس سے ہوتا ہے طوفان نوح کا
کیا کھولون چشم تر کو مین دریا کے سامنے

اب عالم شباب ہے طفلی کو چھوڑیئے
کیجیے نہ خوف صورتِ دیبا کے سامنے

تابِ جمال لا نہ سکا محو ہو گیا
مجنون گیا جو محمل لیلیٰ کے سامنے

موسیٰ کا قصہ ایک فسانہ ہو اگر
آجائے اپنی ایک تجلی کے سامنے

طولِ شبِ فراق کا قصہ ہو مختصر
کردو جو اُسکو زلف چلیپا کے سامنے

کس درجہ محتسب کو تھا دعوئ سرکشی
گردن اُٹھی نہ گردن مینا کے سامنے

وصفِ کمر مین طائر مضمون نے میرے
آب آشیان بنایا ہے عنقا کے سامنے

در پردہ میرے دلمین جو خوف خدا نہین
ڈرتا ہون کیون مین اُس بُتِ ترسا کے سامنے

بہکے نہ بعد مرگ کہین روح ساقیا
مدفن بنے مرا خُمِ صہبا کے سامنے

خورشید کا یقین ہوا انگشت بل گئی
اے مہربان تم آئے جو حربا کے سامنے

اللہ رے جلال ترے رعب حسن کا
لرزان ہی مہر روے مصفا کے سامنے

کیا کیا ہجوم شوق سے ہوتا ہی دیکھنا
تنہا تم آؤ تو کبھی **تنہا** کے سامنے

روتا ہون اپنا درد جگر دل کے سامنے
بسمل کا حال کہتا ہون بسمل کے سامنے

سکتہ ہو مثل آئینہ حیران ہی رہے
آئے جو کوئی تجھ سے مقابل کے سامنے

آنکھون مین دم ہے تیرا ہی مشتاق دید ہے
قاتل چل ایک دم کو تو بسمل کے سامنے

طغیانیِ سرشک سے دیوانہ بن گیا
کف لا رہا ہے بحر جو ساحل کے سامنے

حیران ہے مثل طوطیِ آئینہ دیدہ سے
آئینہ رکھکے دیکھو مرے دل کے سامنے

دستِ خزان سے خانۂ غم ہو گیا چمن
اوراق گل اُڑے جو عنادل کے سامنے

کیونکر نہ ہو ہلال تجھے بدر دیکھکر
ناقص کو کب فروغ ہو کامل کے سامنے

رضوان سے مستعار نہ لون کسطرح لباس
جاتا ہے ایک حور شمائل کے سامنے

اللہ رے جذب شوق کہ پردہ اُٹھا دیا
آیا جو قیس دشت مین محمل کے سامنے

کیونکر بجھے نہ تیغ مژہ آب زہر مین
پیالے رکھے ہین زہر ہلاہل کے سامنے

آئی بہار فصلِ خزان کوچ کر گئی
کہیو صبا یہ بلبلِ بیدل کے سامنے

بانگ دہل ہے حشر کا ہنگامہ ناصحا
شور جنون صدا ہی سلاسل کے سامنے

شاید ہجوم یاس نے گھبرا لیا اُسے
تنہا گیا ہی آج جو قاتل کے سامنے

طالب ہون یہ کس چیز کے گردون دنی سے
بہتر ہے گدا در کا ترے شاہ غنی سے

فرہاد کو آتی تھی صدا تیشہ زنی سے
افسوس کہ مجبور رہا انسان شدنی سے

دل تنگ ہین غنچے تری غنچہ دہنی سے
گل چاک گریبان ہین گل پیرہنی سے

مفہوم دہن سے ہے نہ کچھ بے دہنی سے
یہ رازِ نہفتہ ہے تری کم سخنی سے

ہمکو سخنِ تیغ سے حاصل ہو حلاوت
پھر قند مکرر کرو شیرین دہنی سے

جاکر کسی ویرانہ مین ہوتا ہون مین آباد
ہے عار اگر تم کو مری ہم وطنی سے

ہنس ہنسکے اگر کرتی ہے برق ابر کو گریان
بلبل کو رُلاتا ہے وہ گل خندہ زنی سے

بس آہ شرربار دل بلبلِ نالان
گلشن مین لگی آگ تری شعلہ زنی سے

انجام کو سوچو نہ مرو حرص و ہوس مین
خلعت نہین بہتر ہے فقیر و کفنی سے

اُس پنجۂ مژگان نے کیا شیر سے پنجہ
چھپکی نہ کبھی آنکھ غزالِ ختنی سے

پھر یاد دلاتا ہے تری چشم سیہ کی
خاموش ہون وحشت مین غزالِ ختنی سے

یان دار سے عیسےٰ کو ملا رتبۂ عالی
کیونکر نہ عدو پست ہون قسمت کے دہنی سے

حاصل تھی جسے حسنِ خداداد کی دولت
تھا عشق زلیخا اُسے قسمت کے دھنی سے

کہتا ہے وہ بت پان کو دانتون سے چباکر
یون لعل کٹا کرتے ہین ہیرے کی کنی سے

تم اپنے لبِ لعل پہ مسّی نہ لگاؤ
ہوجائے گا نیلم یہ عقیقِ یمنی سے

ہے غنچہ دہن غنچہ مین سب صورتِ پیکان
آنکھون مین کھٹکتے ہین یہ برچھی کی انی سے

تکلیف شب ماہ مین دیتا تجھے لیکن
ڈرتا ہون تری او پری نازک بدنی سے

کیون دیکھتے ہو مجھکو بھوین تان کے ہردم
کیا آپ کو پھر شوق ہوا تیغ زنی سے

بے پرسشِ اعمال ملیگی تجھے جنت
تنہا مرے حامی ہین رسولِ مدنی سے

سچ کہو کس نے بھلایا تم کو اپنی یاد سے
حضرتِ دل اندنون رہتے ہو کیون ناشاد سے

سختیان کیا کیا نہ کھینچین خنجرِ فولاد سے
ہم نے سرتابی نہ کی لیکن کبھی جلاد سے

اب وہ دانہ لے گیا کنج قفس مین کھینچکر
دام سے شکوہ ہے ہمکو نہ گلہ صیاد سے

نالۂ جان سوز بلبل نے اثر پیدا کیا
کچھ دھوان سا ہے چمکتا خانۂ صیاد سے

جان شیرین کھودی سر مین اپنے پتھر مار کر
اُٹھ سکا کوہ غم فرقت نہ جب فرہاد سے

مین نے لکھا اپنا حال سختیِ جان کندنی
خامہ میرا سخت تر ہے تیشۂ فرہاد سے

تھا بیاض گردن لیلےٰ سے درس حسن و عشق
قیس کو طفلی مین کچھ مطلب نہ تھا اُستاد سے

چہرۂ اطفال کو رشکِ غزالان کر دیا
دست مشاطہ خجل ہے سیلیٔ اُستاد سے

ہر قدم پر بوے خون آتی ہے وحشت مین مجھے
بیڑیان پہنی ہین شاید خنجرِ جلاد سے

قامتِ دلدار کے آگے قدم جمتا نہین
سرو ہے اُکھڑا ہوا اُس غیرتِ شمشاد سے

ناصحا ذکر صنم کرتا ہے کیون تو باربار
بھول جاتا ہون خدا کو مین بتون کی یاد سے

طالبِ تاب و توانائی نہین ہین ناتوان
سر ہے زیرِ پاے جانان ضعف کی امداد سے

ابرو ہے اے ستمگر سخت جانی سے ہمین
موڑتے ہین منھ کوئی ہم خنجرِ جلاد سے

کسکے دل مین اب خیالِ کوچۂ قاتل نہین
غل ہے عالم مین صداے مرحبا بادا باد سے

چشم نرگس کس طرح ہمچشم چشم ناز ہو
فرق ہے اہل نظر کو کور مادر زاد سے

جوش وحشت مین کسی سے کیا ہون صورت آشنا
نام سنکر بھاگتا ہون اے جنون ہمزاد سے

ناتوانی مین اُڑا لیجاتی ہے تا کوے یار
رکھتی ہے اُلفت صبا مجھ خاک برباد سے

شام فرقت ہے تو صبح وصل پھر ہو جائیگی
کیون غمین ہوتا ہے تنہا چرخ بے بنیاد سے

تھے وہ عیسےٰ تو میری نعش پہ آئے ہوتے
لب جان بخش کے اعجاز دکھائے ہوتے

کشتۂ نرگسِ بیمار صنم مین بھی ہون
گلِ نرگس مری تربت پہ چڑھائے ہوتے

جسکے پیشانیِ پرنور پہ آئے افشان
کوکب و مہر بہم تمنے دکھائے ہوتے

اتنے کیون مضطر و بیتاب ہوا ے پروانو
شمع سے جلنے کے انداز اُڑائے ہوتے

قصہ خوان طولِ شب ہجر ہے کتنا دیکھین
قصۂ زلف صنم ہم کو سنائے ہوتے

دفن کوچہ مین ترے ہوتے تو ہر جانب سے
راستے خلد کے ہم کو نظر آئے ہوتے

تیرے بیمار محبت کا جو دم چڑھ جاتا
چرخ سے حضرتِ عیسیٰ اُتر آئے ہوتے

مین وہ وحشی ہون کہ سُن لیتے جو میرا احوال
آہوِ صحرا کے مجھے دیکھنے آئے ہوتے

مغبچہ میکدہ مین آج مکدر رہون مین
بادۂ صاف مرے واسطے لائے ہوتے

تنگی وسعتِ صحرا کا نہوتا جو خیال
پاؤن وحشت نے مرے حد سے بڑھائے ہوتے

مشق سفا کی تو موقوف تھی ہم تک ورنہ
خون کے دریا ابھی قاتل نے بہائے ہوتے

منتین یاد ہین مژگانِ صنم کی مجھکو
تیرِ تسکین کو مرے دلمین لگائے ہوتے

سرِ تسلیم وہین اپنا جھکا دیتا مین
راہ مین نقش قدم گر ترے پائے ہوتے

ضبط دل خوب ہی تنہا نے کیا تھا ورنہ
گھر کے گھر نالۂ سوزان نے جلائے ہوتے

برچھیان چلتین جو مژگان کے نظارے ہوتے
تیغین کھنچ جاتین جو ابرو کے اشارے ہوتے

ہم نہین دیکھتے پریون کو تمہارے ہوتے
جن سے ملتے ہین ملین آپ ہمارے ہوتے

محو تھے چہرۂ تابان کے تصور مین یہ لوگ
ماہ کو سب ترے دھوکے مین پکارے ہوتے

خواہش زیست پہ مرتے ہین بس مردن بھی
جو تمہارے لبِ جان بخش کے مارے ہوتے

ہو کے زخمی مجھے خود اپنا گلا کاٹنا تھا
سر سے احسان تو قاتل کے اُتارے ہوتے

کوئی قاصد جو نہ ملتا تھا تو اے حضرتِ دل
لیکے نامہ مرا تم آپ سدھارے ہوتے

کیون عبث مہرِ سلیمانی لگائی ساقی
قاقلے پریون کے شیشون مین اُتارے ہوتے

محتسب کیسا مچلتا ہے تو مے خانہ مین
جا کے مسجد مین تو یون پانون پسارے ہوتے

یہ برا کھیل ہے چوسر نہین راجہ نل کی
عشق بازی مین تو ہم جان ہی ہارے ہوتے

پار دریاے غمِ ہجر سے یہ ہو جاتے
تیغ کے گھاٹ سے عشاق اُتارے ہوتے

کرتا ابرو کا تماشا نہ جو تو اے سروِ روان
سرو و شمشاد یہ گلزار مین آرے ہوتے

ہمسر شانہ بنا ہے دل صد چاک اپنا
تم نے بال اپنے کبھی اس سی سنوارے ہوتے

رشک ہوتے مہ و خورشید کو کیسے کیسے
تارے پاپوش صنم کے جو ستارے ہوتے

حسرتین دل کی نکلجاتین پس مردن بھی
تم اگر ساتھ جنازے کے ہمارے ہوتے

حالت نزع مین سرشار صدائین سُنکر
آکے بالین پہ مری آپ پکارے ہوتے

آہو گردن کی ذرا چوکڑی کم ہو تنہا
شیر کی طرح کہین تم بھی ڈکارے ہوتے

زاہد کا ہے لحاظ نہ ڈر پارسا کا ہے
مجھکو بتون کا خوف نہین ہو خدا کا ہے

عالم شہید ناز کے ناز و ادا کا ہے
کشتہ ہے کوئی جور کا کوئی جفا کا ہے

شب ہے خیال یار کی زلف دوتا کا ہے
تنہا ہے اور سامنا کالی بلا کا ہے

یان تک ہوا ہون شدت وحشت سے مین ضعیف
گردن مین طوق حلقۂ زنجیر پا کا ہے

سوز تپ فراق سے جلتا ہون بعد مرگ
کھائے گا ہڈیان مری کیا منھ ہما کا ہے

پونچے کبھی نہ تا سر دیوار دلربا
کیون اتنا شور خلق مین آہ رسا کا ہے

اختر شمار رہتا ہون راتون کو اندنون
پھر انتظار مجھکو کسی مہ لقا کا ہے

تمیز کچھ نہین ہی کہ یہ کون ہے وہ کون
مرنے کے بعد حال یہ شاہ و گدا کا ہے

کھلتا نہین ہے حال کسی طرح یار کا
دم بند اُسکے کوچے مین پیک صبا کا ہے

مہندی سے لال لال کف پاے شوخ ہین
رتبہ بلند خون سے ہماری حنا کا ہے

مین محو بے نیازی دلدار ہو گیا
غیرون سے کب دماغ مجھے التجا کا ہے

دشت جنون بھی قافلہ والونکے ساتھ ہو
کنکر ہمارے پانون مین صوت درا کا ہے

لائی اُڑا کے نکہت گیسوے عنبرین
ابتو دماغ عرش پہ باد صبا کا ہے

یہ ضعف ہے کہ پانون مین مطلق صدا نہین
جس دن سے عارضہ نگہ سرمہ سا کا ہے

بجلی چمک چمک کے رُلاتی ہے ابر کو
پرتو یہ تیرے خندۂ دندان نما کا ہے

زلف دراز و کاکل مشکین کو چھیڑ کر
بندہ قصور وار ہے۔ قائل خطا کا ہے

دو وقت نزع پر ہے یہ عتاب لب سے مجھے
لطف حیات تازہ اثر اس دوا کا ہے

اللہ رکھے عاشق تنہاؔ کی آبرو
اب سامنا غضب کا ستم کا جفا کا ہے
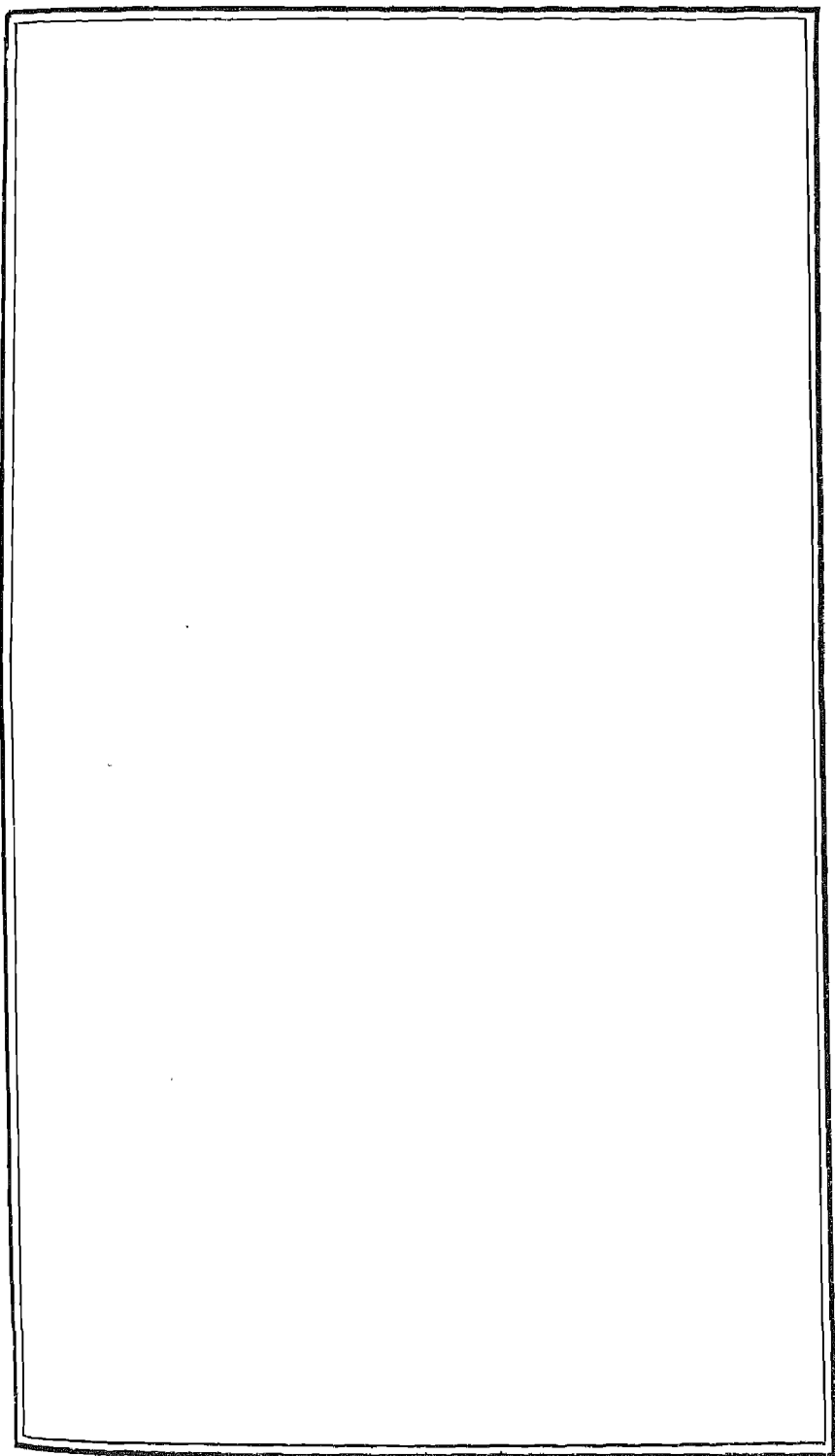
قطعات تاریخ وغیرہ

قطعات تاریخ و غیرہ بابت انتقال حضرت فرقانی

ماخوذ از رسالہ نیر عجم ذرۂ فانی روحانی در سنہ ۱۳۰۱ ہجریہ و سنہ ۱۸۸۴ مسیحیہ متضمن حالات علالت و وفات آن سپہر فضل و کمال شائع نمودہ بود ۱۳۰۱ھ

ترجیع بند غم پیوند از برادر معظم سید محمد مرتضی صاحب بیان یزدانی مرحوم و مغفور رسا [1]

پردۂ نیلی مین دھرا کچھ نہین | شعبدہ بازی کے سوا کچھ نہین
تاک مین ہے لطمۂ باد سحر | شمع شبستان فنا کچھ نہین
برق طپان کو بھی ہنسی آتی ہے | فرصت دوران بقا کچھ نہین
پیرہن یوسف گل چاک ہے | قافلۂ سالار صبا کچھ نہین
بلبلہ ہے گنبد گردون بجز | شعبدۂ ارض و ہوا کچھ نہین
کہنے کو ہے شکل سراب و حباب | لطف خلا بلکہ ملا کچھ نہین
لخت جگر کھاتی ہے صبح و مسا | مادر گیتی کو حیا کچھ نہین
اُٹھ گئے محفل سے بزرگان دہر | کیا کوئی ٹھہرے یہ سرا کچھ نہین
حادثۂ سید احمد حسن | عبرت اس افتاد سے کیا کچھ نہین

فرقت فرقانی و شاکی دریغ
رحلت فرقانی و شاکی دریغ

سیکڑون زینت دہ اورنگ تھے | بادشاہ عالم نیرنگ سے تھے

[1] حضرت فرقانی کے بھانجے تھے نہایت نامور اور مشہور شاعر ہوئے سنہ ۱۸۵۵ء مین پیدا ہوئے ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۷ہجری مطابق ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء بروز سہ شنبہ میرٹھ مین وفات پائی۔ بہت سے شاعر انکے تلامذہ ہین۔ فارسی و اردو ہر قسم کا کلام ہے۔ اور کثیر برادر عزیز میر سید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالی تحصیلدار اسکو فراہم اور طبع کرانیکا ارادہ کرتے ہین۔ خدا اُنکی ہمت مین برکت دے ۱۲

تورد تہمتن سے جہان پہلوان
فورد فریدون سے کنارنگ تھے

صاعقۂ عابد شب زندہ دار
حادثۂ زاہد بے ننگ تھے

ساقیٔ حسن خانۂ کار آگہی
مطرب قانونچہ فرہنگ تھے

غالیۂ گیسوے حسن و جمال
آئینۂ صورتِ ازرنگ تھے

آنکھ جو نرگس کی کھلی دفعتہً
وہ گل رنگین تھے نہ وہ رنگ تھے

تا اثر گردشِ رطل گران
جام و صراحی نہ دف و چنگ تھے

آئے نظر کاہ سے کاہیدہ تر
کوہ گران سے بھی گران سنگ تھے

نقطۂ صفت نکتہ شناسان دہر
دائرۂ چرخ سے دل تنگ تھے

فرقت فرقانی وشاکی دریغ
رحلت فرقانی وشا کی دریغ

جائے اقامت ہے یہ منزل کہان
جادہ ہے آرام کے قابل کہان

آہ یہ مجموعہ بکھر جائے گا
جسم کہان جان کہان دل کہان

قافلۂ باغ بچھڑ جائے گا
بانگ جرس شور عنادل کہان

شوخ ہے جمازۂ باد بہار
پھینک گیا غنچہ کی محمل کہان

ہوتے ہین یان ڈوب کے بیر اک پار
قعر ہے اس بحر مین ساحل کہان

کاخ فنا ہو کہ رباطِ عدم
منزلت کالبدِ گل کہان

کہہ تو سہی اے فلک سنگدل
سینۂ احباب کہان سِل کہان

کنج قفس ہو کہ فضاے چمن
تکیہ گہ طائر بسمل کہان

بدر تو گھٹ بڑھ کے رہا سامنے
ہین کرۂ خاک کے کامل کہان

فرقتِ فرقانی وشاکی دریغ
رحلتِ فرقانی وشا کی دریغ

ہوتا ہے پیرایۂ تن ہائے ہائے — جلد مبدل بکفن ہائے ہائے
تختۂ تابوت سے بدلے گئے — تختِ سلاطین زمن ہائے ہائے
بخیہ بھی لیتا تھا جہان چٹکیاں — کھا گئے کیڑے وہ بدن ہائے ہائے
وہ خمِ ابرو وہ ادا آہ آہ — وہ سرِ گیسو وہ شکن ہائے ہائے
وہ لبِ لعلین وہ رُخ حیف حیف — وہ ورِ دندان وہ دہن ہائے ہائے
وہ کمر مو وہ لچک ظلم ظلم — وہ قدِ دلجو وہ چلن ہائے ہائے
برہنہ مٹی پہ اُترتے نہ تھے — چڑھ گئی وہ سیکڑون من ہائے ہائے
آنکھ کے پردے کو دیا ہے فریب — پردۂ بازی ہے چمن ہائے ہائے
غنچہ اسی باغ مین بنتا ہے گل — خامشیِ اہل سخن ہائے ہائے

فرقت فرقانی وشا کی دریغ
رحلت فرقانی وشا کی دریغ

اہل فنا جملہ فنا ہو گئے — یہ ابھی کیا تھے ابھی کیا ہو گئے
شعبدہ پردۂ خاکی نہ پوچھ — چھپ گئے اور جلوہ نما ہو گئے
پیچ و خمِ سنبلِ صحن چمن — سلسلۂ زلفِ دوتا ہو گئے
وام جہان تھے دہن نازکھ — غنچے کے پردے مین ادا ہو گئے
غمزۂ چشمان خمارینہ رنگ — دیدۂ نرگس کی حیا ہو گئے
ہو کے لہو سیکڑون رنگین ادا — نامیۂ نخلِ حنا ہو گئے
منقسم ذرۂ ریگ روان — سیکڑون خورشید لقا ہو گئے
لالہ کہان کا۔ کہ بہت پوستین — گلشن گیتی مین قبا ہو گئے
قلب ہوئین دہر کی ماہیتین — خاک کے پتلے تو ہوا ہو گئے

فرقت فرقانی وشا کی دریغ

رحلتِ فرقانی وشا کی دریغ

پُر ہے ہوا گنبدِ افلاک مین	خاک نہین ہے کرۂ خاک مین
کھا نہ فریبِ فلکِ حقہ باز	زہر نہو مہرۂ تریاک مین
خوش نہو اس باغ کی بو سے کبھی	غنچۂ گل کا بھی ہے دم تاک مین
خوابِ گران سنگ سے بیدار ہو	تاک مین گرگِ اجل تاک مین
کاٹتے ہین عمرِ ہلال و سپہر	تیغ ہے پنجۂ سفاک مین
باندھکے لے جاتی ہے عمرِ روان	سیکڑون سر تسمۂ فتراک مین
آہن شمشیر سرافشان نہو	نعل ستم توسنِ چالاک مین
رنگِ خموشی سے حنا بند ہگئی	پا شکستہ خامۂ بیباک مین
چشمۂ خون کا غمِ احرار سے	سوت کھلا ہے جگر چاک مین

فرقتِ فرقانی وشا کی دریغ
رحلتِ فرقانی وشا کی دریغ

صیرفیِ نقد ہمامی تھے وہ	صیقلیِ نظمِ نظامی تھے وہ
جانتے تھے قندِ سخن کا قوام	چاشنیِ آموز قوامی تھے وہ
سامعہ تھا بیخودِ جامِ سخن	پیرِ سبوخانۂ جامی تھے وہ
پشتِ ظہوری و پناہِ ظہیر	شیخِ مصلائے امامی تھے وہ
نام تھا اربابِ ہنر مین بلند	نامورِ شیوۂ نامی تھے وہ
طورِ معانی کا قلم تھا کلیم	مصدرِ اعجاز کلامی تھے وہ
قبلۂ نظر تھا قدما کا کلام	کہنہ خیالات کے حامی تھے وہ
دُور تھا پیچیدگیون سے سخن	شانہ کشِ زلفِ تمامی تھے وہ
تُربتِ گستاخ نے کی خاک قدر	نظم مین ہر چند گرامی تھے وہ

فرقت فرقانی وشاکی دریغ
رحلت فرقانی وشاکی دریغ

نطق مین تھی قند مکرر بھری — قند مکرر سے بھی نیکو تری

مرغ زبان تھا چمن نظم مین — بلبل بستان زبان آوری

گنج گہر سینۂ و تار نفس — رشتۂ دُرہائے زبان دری

زندہ ہوئی مردہ زبان عجم — تھی لب اعجاز مین جادوگری

صورت طاؤس چمن یاد تھا — خامۂ رقاص کو رقص پری

شعر مین ہر نکتۂ باریک تھا — طرۂ طغرائے سخن پروری

اُس قلم بوقلمون رنگ سے — بول گیا طوطی بستان ہری

اب بھی تو فردوسی فردوس ہین — زیست مین تھے عنصری و انوری

کچھ نظر آیا نہ سوے قبور — مقبرہ ہے گنبد نیلوفری

فرقت فرقانی وشاکی دریغ
رحلت فرقانی وشاکی دریغ

تار نفس سبحہ کیا چاہیے — ذکر خدا ورد علے چاہیے

قبۂ تعمیر بدن خاک ہے — اک نئی بنیاد رکھا چاہیے

عبد عبادت کے لیے خلق ہے — مرد خدا یاد خدا چاہیے

خاک کو پھبتا نہین اوج ہوا — تخت سلیمان سے اُٹھا چاہیے

سر پہ کلوخ سرہ ہے تو کیا — تاج زری بال ہما چاہیے

تصفیۂ قلب ہے جوہر ترا — منظر آئینہ صفا چاہیے

چارۂ ظلمت کدۂ گور کیا — کل کے لیے آج دیا چاہیے

کوئی تو آوازۂ نیکو رہے — گنبد گردون مین صدا چاہیے

روح کو یارب خفقان ہو نہ جائے — درد جدائی کی دوا چاہیے

فرقتِ فرقانی وشاکی دریغ
رحلتِ فرقانی وشاکی دریغ

ہین ترے اُستاد کہان اے بیان — ڈھونڈھتی ہی چشم جہان اے بیان
بلبلِ فارس کو فنا لے اُڑی — طلب میں ہے ہر طیران اے بیان
بلکہ ہوا طوطیِ ہندوستان — سوے جنان بال فشان اے بیان
ڈال دیا مر گئے اُردو مین غدر — لُٹ گئی دلی کی زبان اے بیان
اہل قلم عرصۂ اوراق مین — گاڑ گئے کالے نشان اے بیان
چھوڑ گیا راکھ کی صورت مجھے — قافلہ راہ روان اے بیان
دہر مین تھا زور جوانی کے ساتھ — زور معانی و بیان اے بیان
شاہ حسنی کی طرح چھپ گئے — اہلِ وطن اہل زبان اے بیان
کیجیے کس کس کا بیان بس خموش — روئیے کس کس کو یہان اے بیان

فرقت فرقانی وشاکی دریغ
رحلت فرقانی وشاکی دریغ

قطعات تاریخ از منشی محمد شفیع خان مرحوم جوہر گورکھپوری

قطعۂ فارسی

جوہر خستۂ حزین وملول — چون صدای جگر خراش این یافت
از پئے سال رحلت شاکی — گفت ہاتف کہ با عدم شتافت

۱۳۱۱ھ

قطعۂ اُردو

چل بسے آہ حضرت شاکی — فن اشعار مین شہیر تھے یہ

کھینچکر آہ از سر حرمان ہے ۔۔۔ لکھدے جو سر کہ بنیظیر تھے یہ

۱۸۸۳ء

قطعات تاریخ از حافظ غلام جیلانی صاحب ساکن بدایون

قطعۂ فارسی

سید احمد حسن فرقانی ۔۔۔ چشم از دیدن دنیا بنہفت
سال رحلت چو ز ہاتف جستم ۔۔۔ عالم و شاعر بیمثل بگفت
۱۳۰۰ھ

قطعۂ اردو

جناب سید احمد حسن فرقانی و شاکی ۔۔۔ سخاوت مین تھے لاثانی عدیم المثل ہمت مین
گئے وہ بہر سیر باغ جنت اور یان سبکو ۔۔۔ جہان ہے تار و تیرہ آج اُنکی رنج رحلت مین
خبر دی مصرعۂ تاریخ مین یہ ہمکو ہاتف نے ۔۔۔ ملا ہے سید احمد حسن کو قصر جنت مین
۱۳۰۰ھ

قطعۂ فارسی

زین جہان سید احمد حسن شاکی رفت ۔۔۔ ہاتف غیب چنان شد ز مؤرخ حاکی
شکل ترتیب دو اعداد پئ سال بس است ۔۔۔ دیدہ ام اول و ثانی ز حروف شاکی[۱]
۱۳۰۰ھ

ولہ

عالم و قاری ناظم و ناثر بہر سیر خلد برین شد ۔۔۔ شغل تلاوت فرقانی را کرد ز دار دنیا شاکی
سال شمر دم چون ہاتف از رنج وفاتش دید جہان را ۔۔۔ بر لب آہ و دیدہ پر آب و جان حزین پر غم دل باکی[۲]
۳۲ - ۶ - ۲۳ - ۳ - ۱۲۹ ۱۰۴۰ - ۳۲ - ۳۳

قطعۂ اردو

باغ جنت کو گئے شاکی دنیا ہو کر ۔۔۔ خوش نہ آتا تھا طبیعت کو یہ دار فانی

[۱] لفظ شاکی سے ترتیب مین پہلا حرف ش ہے اُسکے ۳۰۰ عدد اور دوسرا حرف الف اُسکا ا لکھا تو شکل ۱۳۰۰ کی ہوگئی اور کل مصرعہ بھی تاریخ ہے [۲] مجموعہ ۱۳۰۰ھ

ہاتف غیب سے تاریخ مین کی اُنکی ثنا — باخدا سید احمد حسن و فرقانی

قطعۂ فارسی از برادر معظم سید سجاد حسین صاحب ریحانی مرحوم[۴] ۱۳۰۰ ہجری

قطعۂ فارسی

آن[۵] والد معظم فرقانیش تخلص — آن سید مکرم احمد حسن مسمی
آن فاضل یگانہ آن شاعر زمانہ — عالی تبار باذل دانش پژوہ یکتا
خورشید از جمالش یک ذرہ بیش نبود — ہم قلزم از کمالش بودہ است قطرہ آسا
مداح آل حیدر ہم خود نژاد حیدر — در وصف شاہ خیبر بودش ہمیشہ القا
آن جامع فضائل آن حاوی فواضل — نگذاشتہ مماثل ہمچون خودش بدنیا
از رنگ و بوے طبعش علم ادب شگفتہ — در گلشن معانے نقطش بسان لالہ
آن زاہد فرشتہ آن عابد خجستہ — با این سنے دمائی کارش نبود اصلا
آن ناصر یتیمان آن حامی غریبان — آن معطے فقیران جودش نداشت احصا
آوخ کاین جوانمرد در سن ہفت و چل سال — از مرگ جانگدازش زحمی نمود مارا
ذیقعدہ یازدہ بد وقت صباح جمعہ — پرواز کرد روحش بر سمت شاخ طوبی

تاریخ سال رحلت ریحا نیا چہ گوئی
جبریل گفت بہرش باغ ارم مہیا
۱۳۱۱ھ

قطعات تاریخ از مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

آن افصح جہان و بلیغ زمان ما — احمد حسن کہ بود فصاحت فداے او

[۴] جناب فرقانی کے فرزند اکبر تھے - بسن ۳۵ سال میرٹھ مین ۱۰ جمادی الاخرے ۱۳۱۲ھ ۹ دسمبر ۱۸۹۴ء کو بروز یکشنبہ وفات پائی ۱۲

[۵] جناب فرقانی کے لوح مزار پر - میرٹھ مین - یہ قطعہ کندہ ہے ۱۲

بگذاشت دوستان ورفیقان که بعد وے — سینہ زنان بند وخروشان که وای او
ماتم وصد ہزار مصیبت بفرقتش — چون حوریان کنیز وچو جنت سرای او
دی باسرور بود غزلخوان ہمدمان — امروز خاک بستر راحت برای او
میجست سال ہجری وہم عیسوی شررم — گفتا کسے بواقعہ جانگزای او
فرقانی چون قیامت کبری بیاد دا — خون گشت سینہ ہائے وعالم برای او
۱۳۰۰ھ — ۱۸۸۳ء

ولہ

بتالم بدروی که افزود حسرت — بمرگے که یاد آمد از وے قیامت
بگریم پئے آنکه ہیہات بے او — بہندوستان ہرزہ شد فصاحت
چو احمد حسن خوش خیالے بلیغے — دریغا ز عالم پذیرفت رحلت
کلف دید در ماہرویان عالم — که بگزید باشاہ خلد وصلت
خروشانست عالم پئے آنکه او خود — غزلخوانست در بزم حوران جنت
شرر را خبر داد رضوان ز حالش — میان عدن رحیت استراحت
۶۴۸+۶۵۲

قطعات تاریخ از محمد اشارت علی صاحب صدق رئیس میرٹھ

سفر نمود چو احمد حسن ز دار فنا — بسینہ نشتر خونخوار زد غم جانکاه
بگفت صدق سخن سنج بہر تاریخش — که تا نه محو شود یادش از سخن آگاه
ہزار حیف که بیجان گشت در ذیقعدہ — سخن طراز وسراپا جلیل والا جاه
۱۳۰۰ھ

ولہ

رفت احمد حسن ز دار فنا — در جگر ہا خلید نشتر غم
بہر تاریخ آن بہشت مکان — ہمچنین کرد صدق تیب رقم

۶ مجموعہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری

آہ بیدل شدہ زماتم او — خیر و الطاف و نظم و نثر و حشم
۱۳۰۰ھ

ولہ

چو شوق جنان داشت احمد حسن — بشد دفن در باغ جنت چمن
ملک گفت ہنگام ترک وجود — بخلد برین میر احمد حسن
۱۳۰۰ھ

ولہ

چو احمد حسن ترک دنیا نمود — چکید ہمچو اشک از سخن آبرو
بگو از پے یادگار جہان — چہ شیرین سخن بود تاریخ او
۱۳۰۰ھ

ولہ

چو عزم احمد حسن سوی قصر خلد نمود — گرفت رحمت پروردگار دست بزود
بگفت از پے تاریخ صدق نکتہ شناس — رئیس و سید و الاوقار و شاعر بود
۱۳۰۰ھ

ولہ

چو رفت از جہان سید احمد حسن — جہان در جہان گشت تاریخ و محن
بگو صدق از بہر تاریخ او — برفت آہ فرقانی احمد حسن
۱۳۰۰ھ

مرثیۂ اردو از حکیم ساجد علی صاحب طرب رئیس گورکھپور

سینۂ صد چاک سے کسنے اٹھائے اپنے ہاتھ
یک بیک دلبر الٰہی کیوں اداسی چھا گئی

اب نہ ڈھا تو ستم دل بیتاب — ہائے کب تک یہ غم دل بیتاب
ظلم کر مجھ پہ کم دل بیتاب — اب تڑپنے سے تھم دل بیتاب
دیکھ تو چشم نم دل بیتاب

اب نہین مجھ مین دم دل بیتاب

لطف کا آج کوچ ڈیرا ہے
گھر مین آفات کا بسیرا ہے

دل کو کس کس بلا نے گھیرا ہے
طور پر آج کچھ اندھیرا ہے

چشم یعقوب ہے کہ سر میرا
چرخ پھرتا ہے یا کہ سر میرا

ہین کہان شوخیان طبیعت کی
کشمکش مین ہے جان حسرت کی

کیا ہوئین تیزیان مسرت کی
کب کٹے گی گھڑی مصیبت کی

نبض چلتی ہے موج غم کیطرح
آس ٹوٹی ہوئی ہے دم کیطرح

بزم ماتم ہے یا کہ بزم سخن
رگ گلبرگ تر ہے تار کفن

فرش گل ہے کہ دامن مدفن
آہ پرسوز ہے کہ باد چمن

شمع بنکر امید روتی ہے
آرزو منھ لپیٹے سوتی ہے

ولولون مین کہان وہ جوش خروش
حسرتین یاس سے ہین ہم آغوش

حوصلے خاک مین ہوئے روپوش
رنگ رخ بنکے اڑ رہا ہے ہوش

طور کھلتے نہین طبیعت کے
کیسے پردے پڑے ہین غفلت کے

غم کا پتلا بنا ہر ایک بشر
موج رنگ فنا ہے تار نظر

بہ گیا بنکے اشک خون جگر
دامن قبر بنگیا بستر

دل مین ارمان ہر اک نڈھال ہوا
سینہ کا کونا ہسپتال ہوا

کیا اُداسی ہے بزم عالم مین   خاک اُڑتی ہے چشم پرنم مین
اسے مسرت پڑی ہو کس غم مین   اے تمنا ہے کس کے ماتم مین

کس نے دنیا سے انتقال کیا
فرق اُمید پایمال کیا

کیون زمانہ پہ تیرگی چھائی   شاخ اُمید کیون ہے مرجھائی
آج کیون چھیڑتی ہو تنہائی   گور دشمن ہے گھر کی انگنائی

کاٹے کھاتا ہے کیون مکان مجھے
چھوڑے جاتی ہو میری جان مجھے

کس کا ماتم ہے ہر گلی مین آج   جان باقی نہین کسی مین آج
کیسی افسردگی ہے جی مین آج   کچھ قضا بھی ہے بیکسی مین آج

کون دنیا سے ہاتھ اُٹھا کے چلا
چار ہی دن مین کون آ کے چلا

شمع اُمید جھلملاتی ہے   چشم مایوس ڈبڈباتی ہے
سانس سینہ مین رُک کے جاتی ہے   بوے داماں موت آتی ہے

در پہ رو رو کے یاس بیٹھی ہے
بیکسی بھی اُداس بیٹھی ہے

دیگئی رنج ہجر فرقانی   خون روتا ہے کلک یزدانی
ہوش کھوتی ہے آہ ریحانی   اور تڑپتی ہے روح روحانی

دل بیتاب اضطراب مین ہے
ہم ہین بیدار بخت خواب مین ہے

ہر طرف جوش آہ و زاری ہے   حالت نزع سب پہ طاری ہے

جوش زن بحرِ اشکباری ہے — دن قیامت ہے رات بھاری ہے

گھر سے ویران مشاعرون کے ہین
دل پریشان شاعرون کے ہین

دلمین چبھتی ہے ٹوٹ ٹوٹکے آس — رو رہی ہے لپٹ لپٹ کے یاس
اڑتے ہین آہ بنکے ہوش وحواس — بیکسی رہگئی ہے اپنے پاس

کوئی سر پر نہین رہا حامی
رہگئی بھی تو ایک ناکامی

ہائے ہم اور بیقراری ہائے — ہائے غم اور آہ وزاری ہائے
بیکسی اور دلفگاری ہائے — بیکلی اور زخم کاری ہائے

کون سمجھائے ہم سے بیدم کو
موت بھی پوچھتی نہین ہم کو

در پہ ہنگامہ بیکسی کا ہے — رنگ بکھرا سا ہر کسی کا ہے
حال افسردہ اپنے جی کا ہے — ہاتھ سینہ پہ بےلبی کا ہے

دکھ بھرے دلمین آہ رہتی ہے
بےسکت سی نگاہ رہتی ہے

آہ دل ہے کہ موج بادخزان — کیسا وحشت فزا ہے باغ جہان
چشم نرگس مین جوش خواب گران — گوش گل مین نوید آہ وفغان

بلبلون کی صدا کراہ سی ہے
شاخ گل واپسین نگاہ سی ہے

آنکھ ذرون کی ڈبڈباتی ہے — خاک باد سحر اڑاتی ہے
شمع گل کیسی جھلملاتی ہے — آہ بھی بیٹھ بیٹھ جاتی ہے

رونق بزم یاس و غم سے ہے
ہے طراوت تو چشم نم سے ہے

ہے بھری انجمن مزار سے آج
شاخ گل آنسوؤں کے تار سے آج

شمع بیتاب جسم زار سے آج
چشم گل چشم انتظار سے آج

زخم دیکھے گئے جو سینے کے
تھے بھرے خون یاس کے ڈبرے

الغرض ہے جہان بزم عزا
رونق انجمن ہے رنج فزا

پاسبان ہے درون پر آہ و بکا
سوگوارون سے ہے مکان بھرا

دل کو تسکین بھول بیٹھی ہے
کچھ مسرت بھی بھول بیٹھی ہے

مغفرت رنگئی حنا کے ہاتھ
کیسے ٹوٹے ہین مدعا کے ہاتھ

قبلہ رو بیٹھے اٹھا کے ہاتھ
اب اٹھین اب اٹھین دعا کے ہاتھ

ہون الٰہی جناب **فرقانی**
محو گلگشت باغ رضوانی

آپ ہون اور باب عظمت ہو
آپ ہون اور سر درو قربت ہو

آپ ہون اور بزم وحدت ہو
آپ ہون اور سیر جنت ہو

زیر طوبیٰ مقام آپ کا ہو
قدسیوں مین بھی نام آپ کا ہو

آپ ہون اور سایۂ رحمت
آپ ہون اور بزم احدیت

آپ ہون اور جذبۂ وحدت
آپ ہون اور جلوۂ فطرت

کاشتنس اور روشنی پا جائے

دل مین کچھ اور روشنی آجاے

کیا دعا دون طرب طبیعت سے	ہاتھ اُٹھتا نہین نقاہت سے
واے مجبور ہون علالت سے	منھ لپیٹے پڑا ہون مدت سے

نہ وہ اگلا سا شور باقی ہے
نہ طبیعت مین زور باقی ہے

قطعۂ تاریخ از منشی بشیر الدین صاحب عاقل اڈیٹر البشیر اٹاوہ

وہ فرقانی کہ جو تھے رشک غالب	سُنا ہے لی اُنھون نے خلد کی راہ
لکھی عاقل نے یہ تاریخ رحلت	چراغ شاعری گل ہو گیا آہ

۱۸۸۳ع

از جناب منشی احمد حسن صاحب زاہدی متوطن میرٹھ

فقرۂ تاریخی

حیف ز میرٹھ فرقانی برفت

قطعۂ فارسی مشتمل بر مادۂ فرقانی

چو فرقانی احمد حسن زین جہان شد	بنجشاے وے را غفور را رحیما
چو پرسید از ہاتفے سال رحلت	بفحواے مضمون اجراً عظیما
کشید آہ و گفت از لب آہ بابا	نقل آیہ۔ فا فوز فوزاً عظیما

(تخرجہ ۶) (تعمیہ ۱) ۱۳۰۰ ہجری

قطعۂ فارسی

رفت فرقانی ہمیں از دنیاے دنی	کہ کند روضۂ رضوان و جنان ہم سیر

قیصری کردپے سال وفاتش چون فکر | دل زجا رفت وہمین گفت بخوان فاتحہ خیر
(تخرجہ ہم) ۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ از منشی محمد نثار حسین صاحب نثار ایڈیٹر پیام یار لکھنؤ

لگی چپ ہی خوش کچھ نہین آج آتا | عجب طرح کا دلکو رنج و محن ہے
خموشی کا باعث جو پوچھا نثار آہ | تو بولا غم سید احمد حسن ہے
۱۳۰۰ھ

تمام شد

خاتمہ

للہ الحمد وللہ الشکر کلیات فرقانی تمام ہوا۔ اس دفتر کا سرانجام ہوا۔ جو کنز مخزون ومخصوص تھا وہ شائع اور عام ہوا۔

حضرت والد علام یعنی مصنف عالی مقام جناب سید احمد حسن فرقانی وشاکی وباکی احلہ اللہ دار السلام تو عرصہ ہوا دُنیائے دنی اور جہان فانی سے منھ موڑ کر آغوش لحد مین یہ کہکر استراحت فرماتے ہین ؎

ز گفت گوی جہان زیر خاک آسودم		بخواب رفتم وافسانہ مختصر کردم	

(حضرت فرقانی)

مگر اُن کے کلام کا گلشن سرسبز وشاداب ہی۔ اور اُنکے سخن کا گلستان طراوت ونزہت مین لاجواب ہی

فرقانی از زمانہ شد ودوست تازہ روئی		گل بشگفد بلے چو نسیم صبا رود	

حقیقت مین یہ تحفۂ نایاب ہے۔ اور راح روح احباب ہی۔ اس چمن کا باغبان نہین مگر رنگا رنگ وبوقلمون گل وریاحین کھلے ہوئے ہین۔ عذب البیانی اور شیرین کلامی کی نہرین جاری ہین۔ نکات ولطائف کے غنچے چٹک رہے ہین

سلسبیل کی موجین لہراتی ہین۔ کوثر کے جام ہای لبالب لبون تک آتے ہین۔ نغمے ہین روح پرور سرود ہین جانفزا خوشبو ہے کہ عقل ودماغ کو معطر کیے دیتی ہی۔ راحت ہی کہ روان وجان کو نشاط وسرور مین لاتی ہے۔ خط ہے کہ دلکش ودلربا۔ قلب مین نور۔ دلون مین ولولہ۔ طبیعتون مین جوش

اور سخندانون مین خروش پیدا ہوتا ہو

اب زمانہ ہے اور یہ کتاب - سخن سنج وادا شناس - ہنر پرور اور خردمندون کے لیے نعمت نایاب - یون تو جب حسینان یوسف عذار - جواہر آبدار اور لآلے شاہوار - سربازار لائے جاتے ہین قدردان و مشتری و خریدار مجتمع و فراہم ہو ہی جاتے ہین - الا یہ نقد کلام اور گوہر سخن ایسا خالص - پاکیزہ صاف اور بےغش ہو کہ صیرفیان علم و فن اور نقادان شعر و سخن جس قدر ملاحظہ فرمائینگے - غور کرینگے پڑھینگے پڑھائینگے سمجھین گے سمجھائین گے - جانچینگے - پرکھینگے - کسوٹی پر کسینگے - اسی قدر کامل القیمت اور جامع الصفات پائینگے ۵

ادا شناس سمجھتے ہین پایۂ گفتار
سخن پہ جان سخن آشنا نکلتی ہو
(میر شاکی)

جو اہل ذوق وشوق ہین اُن کو اس کا حظ روحانی اور لطف وجدانی علی الدوام مبارک ہو!

واجب التعظیم بزرگوارو! جوہر سخن کے قدردانو! علم وہنر کے دوستو! کلام فرقانی کی اشاعت کا روز جس کا سالہا سال سے تمہین اور مجھے انتظار تھا - میری عمر کا سب سے بہتر اور مبارک دن ہو اور اسکی تکمیل واختتام کا وقت میرے عہد کی سب سے اعلی اور سعید ساعت ہو - اپنا دست ہمایون بڑھاؤ اور یہ سدا بہار گلدستہ مجھسے لو - کہ تمہاری مبارک خدمتون مین یہ عزیز الوجود تحفہ - بکمال خلوص نیت - تمام عمر کے محنت کے بعد پیش کیا جاتا ہے - پھر تم کہان اور ہم کہان ۵

کل انتظام آج کا اہل سخن کہان
ہم تم کہان حیات کہان انجمن کہان
(میر شاکی)

فنا کی ہوا چل رہی ہے - قضا کے تیر آرہے ہین - موت کے جھونکے قافلے کے قافلے ملک عدم کو اُڑائے لیے جاتے ہین - حیات کی شمع کیا بساط رکھتی ہے - جو کل تھے وہ آج نہین ہین - اور جو آج ہین وہ کل نہونگے ۵

دفتر عیش اُلٹ دیتی ہے بادِ سحری
جھونکے پیغام پہ پیغامِ فنا دیتے ہین
(میر شاکی)

اسلیے بسا غنیمت اور بکمال قابل شکر ہے کہ میری تمہاری زندگی مین ایک ایسی یادگار زمانہ کتاب مرتب وطیار ہوکر صفحۂ روزگار پر ظہور پذیر ہوئی جسکی تصنیف مین **حضرت فرقانی** (قدس سرہ السبحانی) سے فاضل کامل۔ اور عارف واصل۔ فصیح مفخم اور علامۂ معظم کی تمام عمر صرف ہوئی۔

میرا التماس ہے۔ اور آپ سے قبول کی اُمید ہے کہ جب اس گلشن رنگارنگ کی سیر سے مسرت اندوز ہوجیے مصنف مرحوم کو دعاے راحت روح اور مناجات فتوح خلد وریحان و نور وسرور سے یاد کیجیے کہ خداے کریم وغفار اپنے بندہ عاجز وناچار پر مراحم بیکران اور انعام ابد پایان بخشش فرمائے اور اس دفتر کی ترتیب وتدوین مین جو قصور وسہو وخطا میری پائی جائے۔ نظر بہ تہی مایگی فقیر حقیر او بخیال لذت عفو تقصیر اُس سے چشم پوشی اور درگذر فرمایا جائے۔ اسلیے کہ یہ عاجز محض بے ہنر ہے **ع**

ہزار فخر کی جا ہی کہ جائے فخر نہین
یہان تو عیب بھی رکھتے نہین ہنر کیسا
(میر شاکی)

میرے دوستو!۔ اگرچہ بقول حضرت فرقانی۔

فانی ست جملہ عالم و مائیم تام حی
بر حکم "کل نفس" و بہ برہانِ "من علی"

لیکن میرے دل سے یہ درد اور یہ الم نہین جاتا۔ کہ جناب **فرقانی** علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت سے آجتک اس ۲۲۔ ۲۳ سال کے عرصہ مین اُنکے اکثر اور بیشتر اعزا۔ احباب۔ معاصر قدردان۔ ارباب علم وفن۔ مبصران شعر وسخن اس مجموعہ کو مانگتے مانگتے پیوند خاک ہوگئے۔ فنا ہوگئے۔ مرگئے اور مین آج اس **کلیات** کو شائع کرتا ہون۔ اُنکی روحون سے مجھے شرمندگی ہی۔ اور اُنکے نامون سے مجھے حجاب۔ اُنکے دلون مین اس مجموعہ کا شوق قبر مین گیا اور میرے

قلب مین یہ حسرت وآرزو تامرگ رہی۔ آہ۔ آہ اُن بزرگون مین سے مین کس کس کا نام لون اور کس کس کو یاد کرون۔ اُنکے نورانی چہرے ہر وقت میری آنکھون کے سامنے ہین اور اُنکے وجدانی ذوق وشوق کی نگاہین کس خلوص محبت و رحمت سے ادھر دیکھتی ہین

اے ذرہ فانی روحانی تو کس خیال مین ہی۔ وہ مبارک قدسی نشین اس خلوت خاص مین ہین کہ نہ وہان حسرت وآرزو کا گذر ہے نہ اُنکو شکوہ وشکایت کی فکر وخبر ہے

	خوشا راہ و رسم دیار خموشان نہ وہان رشک وغیبت نہ وہان مہر وکین ہے	(میر شاکی)

اے عزیزو! یہ سرسبز وشاداب گلدستہ پیش کرکے۔ اور اپنی حسرت وحرمان کی تصویر دکھاکر۔ اور جناب **والد** ماجد کی ابد پایدار یادگار۔ یعنی لآلے نظم شاہوار۔ وجواہر نثر آبدار۔ صفحۂ ہستی پر باقی چھوڑکر مین گمنامی کا نقاب اپنے منہ پر لیتا ہون۔ آپ سے بصد ادب وتعظیم وداع ہوتا ہون۔ اور خیرباد آپ کو کہتا ہوا اپنے گوشۂ عافیت مین بیٹھتا ہون۔ تا آنکہ مالک قضا وقدر اور خالق ملک وبشر مجھکو اُن متذکرہ بالا پیشرون سے ملصق وملحق کرے جنکا فراق مجھپر ایسا شاق ہے۔ **(فرقانی)**

	تمت مقالتی قضی الامر والسلام صلوٰ علی النبی واخلاقہ الکرام	

تمام شد

صحت نامہ مقدمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	والمتعال	والمعال
۳	۱۱	لرسول	الرسول
۴	۲۱	زبان	ہرزبان
۵	۷	ہوا	ہوا
۵	۱۰	تمامی شان	عالی شان
۵	۱۰	قوتین	قومین
۶	۴	ابوالفر	ابوالنصر
۶	۶	سنجری	سنجری
۶	۷	مین	جن
۶	۱۶	جنگ گاہ	جنگاہ
۶	۲۱	ابہوری	ابیوری
۷	۱۲	سدعبات	سدغاب
۸	۱۵	پنھاوا	پہناوا
۸	۱۹	القا	القا
۸	۲۱	سشیشے	شعشعے
۹	۶	اسم اعظم	اسم واعظم
۹	۲۱	صدری	صدر
۹	۲۱	شاعر ناثر	شاعر وناثر
۱۲	۱۵	ہی	بھی
۱۳	۲۰	ابتدار	ابتدائے
۱۴	۵	لبعد	بعدہ
۱۶	۱۱	ریاض لو	ریاض نور
۱۸	۱	ہوا	ہوئے
۲۰	۱۴	جباب	جناب
۲۱	۱۰	معانی	معالی
۲۱	۱۹	عالی	عالی مقام
۲۲	۲	دیکھو حاشیہ صفحہ ۱	دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ۱
۲۲	۹	موسومہ	موسوم
۲۲	۱۷	غم	غم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۴	بے لوا	بے نور
۲۳	۴	وبے تاب	دبے تاب
〃	۹	تحریر بیان	تحریر وبیان
۲۶	۱۵	ساعت	ساحت
۲۷	۸	تک ہمارا	تک کہ ہمارا
۲۸	۱	یہ کمال	بہ کمال
۲۸	۲۰	۳۳ۃ	۱۲۲۳ۃ
۳۲	۱۲	آغائے	آغاے
۳۳	۲	خصاال	خصال
〃	۸	والی	ودلے
۳۹	۸	شل لیے	مثل تنور کے
۴۲	۴	۱۸۶۶ء مین تسمیت	۱۸۶۶ء قسمت
۴۴	۱۰	رشک	اشک
۴۴	بعد سطر ۱۹		ـــــــــ
۴۵	۸	سندشدہ	سرمنشار
۴۷	۱۱	انشائے	اثنائے
۴۷	۲۱	مولو	موٹو
۴۸	۴	لغت	صفت
۴۹	۸	ہنجر	تبحر
۵۲	۱	بہ امان	بدامان
۵۵	۹	المتنکی	المتکی
۵۷	۸	نہین	سقین
۶۰	۲۱	اور	روز
۶۲	۱	بیشک	ٹھیک
۶۲	۱۸	تمامت	تبامت
۶۳	۱	خواہشگیری	خواہشگری
〃	۸	زین	این
۶۵	۱۷	تاریخین	تاریخین ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶	۵	بابا	آبابا
۶۷	۱۴	گھرائی	گیرائی
۶۰	۵	زیرشں	ریزشں
۷۲	۱۰	نشر	بشر
۷۳	۴	او	را
۷۳	۱۴	لئے	لیے
۷۳	۱۴	زست	رست
۷۴	۲	اہترار	اہتزاز
″	۱۸	سبر	ستر
۷۵	۹	نور	طور
۷۵	۱۱	بال زرین	بال وزرین
۷۶	۵	قدام	قوام
۷۷	۱۷	درستی	درستے
۷۸	۱۲	سائیت	سالئت
″	۱۳	حکیم	کلیم
۷۹	۲	رہی	دہی
۷۹	۱۶	نرنگ	سرنگ
۸۰	۱	گزیندشں	گزینندشں
۸۰	۹	کقہ	کفہ
۸۰	۱۹	ختم	صنم
۸۲	۱۴	بخت	تخت
۴۳	۴	تہمن	تہمتنج
″	۶	پذیرد	پذیر
۸۴	۱۴	باد	باغ
۸۴	۱۸	چمن وگلشت	چمن دلکشست
″	″	گلستان خوشت	گلستان خوشست
″	″	جداول خوشت	جداول خوشست
″	″	عنادل خوشت	عنادل خوشست
۸۵	۱	دل خوشت	دل خوشست
۸۵	۲	مجال	جمال
۸۵	۲۱	مضمون بندش	مضمون وبندش
۸۷	۱۶	قطعات مادہاے	قطعات تمادہاے
۹۰	۱۸	جہان شد	شد جہان
۹۲	۱۲	مصرعے	ہر مصرعے
۹۵	۱۱	نقش	نفس
۹۶	۴	گشتہ	سرشتہ
۹۶	۱۵	لغم	نعم
۹۷	۴	رودا	زود
″	مابین سطر ۶ و ۷	———	
″	۱۴	نار	ناز
۹۸	۲۰	صحیح تھے	صحیح سے تھے
۱۰۱	۶	ذراع	وراع
۱۰۱	۱۹	والخبیر	والجبیرو
۱۰۱	۱۴	سند	بسند
۱۰۴	۵	السحیار	الحیاء
۱۰۵	۱۲	انجام	ناتمام
۱۰۸	۹	تبج	تپیچ
۱۰۹	۱۴	مصیبت	محبت
۱۱۲	۱۴	قسمت	قیمت
۱۱۳	۱۲	گرگئی	سکڑگئی
″	۱۳	″	″
۱۱۴	۱۷	آیت	تربت
۱۱۵	۱	ق	
″	۲	ق	
۱۱۶	۳	ہوجاتے	ہوجانا
۱۱۷	۱۵	آمد	آید
الغایت ۱۱۸	بالائے صفحہ	کلام فرقانی	مقدمہ کلام فرقانی